لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
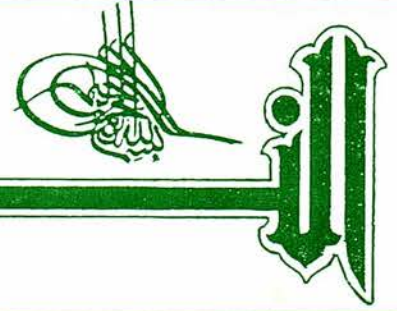
النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

دسمبر ۱۹۹۹ء | رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ | فتح ۱۳۷۸ ہش

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں ۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حقّ اور جنّت حقّ اور جہنّم حقّ ہے ۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حقّ ہے ۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے ۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں ۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں ۔ اور صوم اور صلوٰة اور زکوٰة اور حج اور خدا تعالیٰ اور

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM,** INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226

اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے ۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے"۔

(روحانی خزائن جلد ۱۴ ایام الصلح صفحہ ۳۲۳)

دسمبر ۱۹۹۹ء

رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

فتح ۱۳۷۸ ہش

فہرست مضامین

القرآن الحکیم
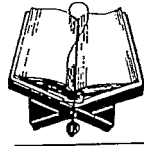
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَٰتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُۥ ۚ وَأَن تَصُومُوا۟ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا۟ ٱلْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا۟ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لِى وَلْيُؤْمِنُوا۟ بِى لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَٱلْـَٰٔنَ بَٰشِرُوهُنَّ وَٱبْتَغُوا۟ مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا۟ وَٱشْرَبُوا۟ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ مِنَ ٱلْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا۟ ٱلصِّيَامَ إِلَى ٱلَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَٰشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَٰكِفُونَ فِى ٱلْمَسَٰجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرط استطاعت) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو کہ) تمھارا روزے رکھنا تمھارے لیے بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے، (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اس لیے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہوگی۔ اللہ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمھارے لیے تنگی نہیں چاہتا، اور (یہ حکم اس نے اس لیے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تاکہ تم تعداد کو پورا کر لو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم (اس کے) شکر گزار بنو۔

اور (اے رسول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) پاس (ہی) ہوں جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ سو چاہیئے کہ وہ (دعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

تمھیں روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے وہ تمھارے لیے (ایک قسم کا) لباس ہیں اور تم ان کے لیے (ایک قسم کا) لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے اس لیے اس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمھاری (اس حالت کی) اصلاح کر دی۔ سو اب تم (بلا تامل) ان کے پاس جاؤ اور جو کچھ اللہ نے تمھارے لیے مقدر کیا ہے اس کی جستجو کرو۔ اور کھاؤ اور پیو۔ یہاں تک کہ تمھیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے اس کے بعد (صبح سے) رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔ اور جب تم مساجد میں معتکف ہو تو ان کے (یعنی بیویوں کے) پاس نہ جاؤ۔ یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اس لیے تم ان کے قریب (بھی) مت جاؤ۔ اللہ اسی طرح لوگوں کے لیے اپنے احکامات بیان کرتا ہے تاکہ وہ (ہلاکتوں سے) بچیں۔

پیارے رسول ﷺ کی پیاری باتیں

روزہ اور اسکی اہمیت

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ. وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ، اِنِّیْ صَائِمٌ. وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا، اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ۔ (بخاری کتاب الصوم باب هل یقول انی صائم اذا شتم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لیے ہیں مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اسکی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے، پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل به)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

— عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ۔

(بخاری کتاب الصوم باب هل یقال رمضان او شهر رمضان)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

— عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَةً۔

(بخاری کتاب الصوم باب برکة السحور ومسلم)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

— عَنِ الرَّبَابِ عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ تَمْرًا فَالْمَاءُ فَإِنَّهُ طَهُوْرٌ، وَقَالَ: اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ۔

(ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ)

حضرت رباب اپنے چچا حضرت سلمان بن عامرؓ سے بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افطاری کھجور سے کرو اور اگر کھجور کسی کو میسّر نہ ہو تو سادہ پانی سے کرو۔ اسی طرح فرمایا کہ کسی غریب کی مدد کرنا تو صرف صدقہ ہے لیکن اپنے کسی غریب عزیز کی مدد کرنا دُہرا ثواب ہے یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

— عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ ۔ (ابوداؤد کتاب الصیام باب القول عند الافطار)

حضرت معاذ بن زہرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دُعا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔ یعنی اے اللہ! میں نے تیری رضا کی خاطر روزہ رکھا ہے اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے میں روزہ کھول رہا ہوں۔

— عَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ مِسْكِيْنًا سَأَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ وَلَيْسَ فِيْ بَيْتِهَا إِلَّا رَغِيْفٌ فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَهَا: أَعْطِيْهَا إِيَّاهُ ۔ فَقَالَتْ: لَيْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِيْنَ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: أَعْطِيْهَا إِيَّاهُ، قَالَتْ: فَفَعَلْتُ فَلَمَّا أَمْسَيْنَا أَهْدٰى لَهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَوْ إِنْسَانٌ مَا كَانَ يُهْدِيْ لَهَا شَاةً وَكَفَنَهَا فَدَعَتْنِيْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ كُلِيْ مِنْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكِ ۔ (مؤطا امام مالکؒ باب الترغیب فی الصدقۃ)

حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے ایک ایک غریب عورت نے سوال کیا۔ اس دن آپؓ روزہ سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہ تھا۔ آپؓ نے خادمہ سے کہا کہ وہ روٹی اس غریب عورت کو دیدے۔ خادمہ کہنے لگی کہ آپ کیلئے کوئی اور چیز تو موجود نہیں۔ آپ خود کس چیز سے روزہ افطار کریں گی۔ حضرت عائشہؓ نے اس خادمہ سے کہا کہ تم وہ روٹی اس غریب عورت کو دیدو۔ خادمہ کہتی ہے کہ میں نے وہ روٹی اس غریب عورت کو دیدی۔ جب شام ہوئی تو آپ کے پاس کسی عزیز نے یا کسی اور شخص نے بکری کا کچھ گوشت اور اس کا بازو بطور تحفہ بھیج دیا۔ آپ نے اس خادمہ کو بلا کر فرمایا لو کھاؤ یہ تمہاری روٹی سے کہیں بہتر ہے۔

— عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُنْقَصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئٌ۔

(ترمذی کتاب الصوم باب فضل من فطر صائمًا۔)

حضرت زید بن خالدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی

روزہ رکھنے کی دُعا — وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

روزہ کھولنے کی دُعا — اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

جو لوگ رمضان میں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس خرچ سے ان کے مال میں کمی نہیں آئے گی۔ پس غرباء اس سے استفادہ کریں اور خدا کی خاطر خرچ کریں۔

ماہ رمضان سے متعلق مختلف احادیث نبویہ کے حوالہ سے ضروری مسائل کا بیان اور اہم نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۵/دسمبر ۱۹۹۸ء)

لندن (۲۵/دسمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۶ کی تلاوت کی اور پھر رمضان المبارک کی مناسبت سے رمضان کی اہمیت اور اس کے مسائل سے متعلق بعض احادیث پیش کرتے ہوئے ان کی تشریح بیان کی اور اس حوالہ سے احباب کو ضروری نصائح فرمائیں۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ رمضان میں آپ کثرت سے انفاق فی سبیل اللہ کیا کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ آنحضرتؐ کے انفاق فی سبیل اللہ ہی کا فیض ہے کہ مسلمانوں کے قومی خزانے بھر دئے گئے۔ اس لئے جو لوگ رمضان میں خرچ کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس خرچ سے ان کے مال میں کمی نہیں آئے گی۔ پس غرباء اس سے استفادہ کریں اور خدا کی خاطر خرچ کریں۔ حضور نے فرمایا کہ رسول اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس دور میں حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ پاس تھا خدا کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اور خدا نے اس خرچ کو اتنی برکت دی کہ اب جماعت کا بجٹ دیکھیں اربوں تک پہنچ گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انفرادی طور پر بھی یہ برکت ممکن ہے مگر حدیث میں اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ ایسا خرچ کرنے والا نماز، روزہ کا پابند اور ذکر الٰہی کرنے والا ہو۔

حضور نے فرمایا کہ کوشش کریں کہ رمضان میں جہاں برائیاں اتریں گی وہاں اس کے ساتھ کچھ جسم کی چربی بھی اتر جائے تاکہ انسان روحانی لحاظ سے اور جسمانی لحاظ سے بھی ہلکا پھلکا ہو کر رمضان سے باہر آئے۔

حضور نے فرمایا کہ حدیث نبوی کے مطابق انسان جب بھول کر کھاتا ہے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حضور نے فرمایا کہ انسانی لعاب جو منہ کے اندر پیدا ہوتا ہے اس کے نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بعض لوگ اپنے وہم کی وجہ سے ہر وقت تھوکتے رہتے ہیں اس خیال سے کہ تھوک نگلنے سے روزہ نہ ٹوٹ جائے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق کہیں یہ ذکر نہیں ملتا کہ آپ اس طرح تھوکا کرتے تھے پس یہ وہم ہے۔

تراویح کے متعلق احادیث کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے تراویح کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ درست نہیں۔ رسول اللہ سے ثابت ہے کہ آپ نے اس کا آغاز فرمایا تھا مگر پھر اسے روک دیا۔ تراویح کا یہ پہلو کہ کوئی امام باجماعت تہجد پڑھائے اس کا آغاز آنحضرت ﷺ سے ہوا۔ حضرت عمرؓ نے سہولت کی خاطر اس کا وقت ذرا پہلے کر دیا یہ الگ مسئلہ ہے۔ حضور نے بتایا کہ حدیث سے تراویح کی گیارہ رکعتیں ثابت ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے رمضان کے متعلق احادیث میں مذکور مسائل کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ان مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنا رمضان گزاریں۔

سَیّدُ الشُّھُور - شَھرُ رَمَضَان کی اہمیت، فضائل، برکات اور صیام رمضان سے متعلقہ مسائل واحکامات

یہ مضمون ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے دسمبر ۹۷ اور جنوری ۹۸ء کے شماروں میں شائع ہونے والے مکرم عبدالماجد طاہر صاحب کے تفصیلی مضامین اور بعض دیگر کتب کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ اختصار کے پیشِ نظر آیات، احادیث اور اقتباسات کے مکمل حوالہ جات اس مضمون میں شامل نہیں کئے گئے۔

تلخیص و ترتیب: محمود احمد ملک

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو ایک اہم اور بابرکت مہینہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کا آغاز اس مبارک مہینہ میں ہوا۔ فرمایا: ﴿شَھرُ رَمَضَانَ الذی اُنزِلَ فیہِ القرآنُ ھدًی للناس و بیّنٰتٍ من الھُدی والفرقان﴾ یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو بنی نوع انسان کیلئے ہدایت ہے اور جو نہایت واضح اور کھلی کھلی راہنمائی کرنے والا اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 'فیہ القرآن' کے مختلف معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا...... تو اس میں حکمت یہ ہے کہ تمام تر شریعت کے احکامات اور نواہی جس کثرت کے ساتھ اور جس تکمیل کے ساتھ رمضان میں دہرائے جاتے ہیں یعنی ان پر عمل کیا جاتا ہے اور کروایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک پہلو بھی شریعت کا باقی نہیں رہتا جو رمضان میں نہ ادا ہو اس پہلو سے کوئی اور مہینہ ایسا نہیں کہلا سکتا کہ گویا قرآن کریم اس کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ جب (رمضان کے بارے میں نازل ہوا) پڑھتے ہیں تو مراد یہ کہ قرآن کریم نے جتنی بھی انسان سے توقعات کی ہیں، جتنے بھی ارشادات فرمائے ہیں، جتنی باتوں سے روکا ہے یا ناپسند فرمایا ہے ان سب کا اس ایک مہینے سے تعلق موجود ہے۔"

یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ بعثت سے قبل غار حرا میں عبادت فرمایا کرتے تھے۔ اس طرح قرآن کریم کے نزول کا آغاز اسی مہینہ میں ہوا اور مذہب اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔

اسلامی مہینوں کی ترتیب کے لحاظ سے رمضان سے قبل شعبان کا مہینہ آتا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ماہ شعبان کی آخری رات یعنی رمضان المبارک کے آغاز سے ایک رات قبل ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"**اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت اور شان والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔** ہاں ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک رات ہے جو (ثواب اور فضیلت کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "آنحضرت ﷺ نے جب یہ فرمایا 'اذا دخل شھر رمضان' کہ جب شہر رمضان داخل ہو جاتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ بالعموم ساری دنیا پر برکتیں لے کر آتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ وہاں برکتیں لے کر آتا ہے جہاں جہاں وہ داخل ہوتا ہے...... اور جس انسان کے وجود میں رمضان کا مہینہ داخل ہو جائے گا اس کے جہان میں نیک تبدیلیاں پیدا ہونگی...... **یعنی وہ انسان جو اپنے آپ کو رمضان کے تابع کر دے گا تو گویا رمضان المبارک اپنی ساری برکتوں کے ساتھ اس انسان میں داخل ہوگا۔** ایسے انسان کے جہان میں جو بھی جنت کے دروازے ہیں وہ سارے کھل جائیں گے۔ اور جہنم کے جتنے دروازے ہیں بند کر دیئے جائیں گے"۔

آنحضرت ﷺ نے مختلف موقعوں پر رمضان المبارک کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور اس کی عظمت اور اہمیت دلوں میں بٹھائی ہے۔ اس میں سے آپ کے بعض ارشادات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ فرمایا:

☆ "یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے"۔ پھر فرمایا: "یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے"۔

☆ "یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزولِ رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے"۔

☆ "یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس میں جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"۔

☆ "اس مہینہ میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص کی خاطر عبادت کرنے والا شخص اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا"

☆ "یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں جنت کے

دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنّم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں"۔

☆ "یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے آ اور آگے بڑھ اور اے برائی کے چاہنے والے رُک جا! اور اللہ کے لئے بہت سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور رمضان کی ہر رات کو ایسا ہوتا ہے"۔

☆ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر چیز کیلئے ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں۔

یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں حضرت جبرائیل ہر سال آنحضرت ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا دور مکمل کیا کرتے تھے اور آپ کی وفات سے قبل کے آخری رمضان میں حضرت جبرائیل نے آپؐ کے ساتھ مل کر یہ دَور دو مرتبہ مکمل کیا۔

☆ آنحضورؐ نے فرمایا "یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں جو شخص اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد فرمائے گا"۔

☆ پھر فرمایا: "یہ مہینہ باقی سب مہینوں سے افضل ہے"۔

☆ اسی طرح آپؐ نے فرمایا: "مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے"

☆ پھر آپؐ نے ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"میری امّت کو رمضان کی ایسی خصوصیات دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں:

(۱)...... جب شہر رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف بنظر شفقت دیکھتا ہے اور جس پر خدا کی نظر پڑ جائے اسے پھر کبھی عذاب نہیں دیتا۔

(۲)...... پھر شام کے وقت روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے حضور کستوری کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔

(۳)...... فرشتے ان کے لئے دن رات استغفار کرتے ہیں۔

(۴)...... اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کے لئے تیار ہو جا اور خوب بن سنور جا۔ ممکن ہے جو دنیا سے تھک گیا ہو وہ میرے گھر اور میرے پاس آنا چاہے۔

(۵)...... جب رمضان کی آخری رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو بخش دیتا ہے۔

یہ ایک ایسا مہینہ ہے جسکے سلامتی سے گزرنے کے ساتھ سارے سال کی سلامتی وابستہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ **جب رمضان المبارک سلامتی سے گزر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے۔** پس رمضان کے مقدس اور بابرکت مہینہ کی بہت حفاظت کا خاص اہتمام کرنا چاہئے تا کہ جسمانی، روحانی اور اخلاقی ہر لحاظ سے سارا سال رمضان ہمارے لئے امن و سلامتی کا ذریعہ بنا رہے اور یہ بابرکت مہینہ سارے سال کے شرور و معاصی کے ازالہ اور کفارہ کا موجب بن جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ماہ رمضان کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے"۔

پس جو شخص رمضان کے روزے کے علاوہ اس کی دوسری عبادات اور برکات سے محروم ہو رہا ہو اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بتائی ہوئی یہ دعا کرنی چاہئے۔ فرمایا:

"پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"خدا کی خاطر خدا کی عبادتوں کی توفیق مانگنے کے لئے سب سے عظیم مہینہ رمضان کا مہینہ ہے"۔

قبولیت دعا کا مہینہ

یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں دعا ردّ نہیں کی جاتی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ "امام عادل کی دعا ردّ نہیں کی جاتی اور دوسرے **روزہ دار کی دعا ردّ نہیں کی جاتی** یہاں تک کہ وہ افطار کر لے۔ ان دعاؤں کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عزت کی قسم (اے دعا کرنے والے) میں تیری مدد کروں گا خواہ کچھ وقت کے بعد ہی کیوں نہ ہو"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "یہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی دعاؤں کو سننے کے لئے خصوصی دربار قائم فرماتا ہے"۔

پھر فرمایا کہ "وہ ایک مہینہ رمضان کا جو گزرا ہے وہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے خدا تعالیٰ ہر سال ایک مہینے کے لئے دربار لگاتا ہے اور بادشاہوں کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ کبھی کبھی کچھ دن دربار لگانے کے لئے مخصوص کر لیتے ہیں۔ وہ لوگ جن کی عام طور پر رسائی نہ ہو وہ دربار میں حاضر ہو کر اپنی مناجات پیش کرتے ہیں، اپنی حاجات پیش کرتے

ہیں۔ اور اس طرح ان کی اس دربار تک رسائی ایسے ہوتی ہے کہ بالعموم خالی ہاتھ نہیں لوٹتے۔ تو اللہ تعالیٰ کی بھی ایک شان ہے کہ اس نے کئی قسم کے اپنے دربار جاری فرمائے ہوئے ہیں"۔

پھر فرمایا: "خدا تعالیٰ کے ہاں یہ صرف ایک مہینہ ہی کا دربار نہیں۔ ایک پنجوقتہ کا روزانہ کا دربار بھی تو لگتا ہے۔ وہ لوگ جو پنجوقتہ دربار میں حاضری دینے والے ہیں ان سے رمضان کبھی برکتیں لے کر نہیں جایا کرتا، برکتیں چھوڑ کے جایا کرتا ہے۔ اسی طرح ہفت روزہ دربار بھی تو لگتا ہے"۔

پس رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"یہی وہ مہینہ ہے جس میں دعا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے "قریب" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ مل سکے تو اور کب مل سکے گا"۔

روزہ کیا ہے؟
روزہ کے معنی اور تعریف

ماہ رمضان کی عظمت اور اس کی اہمیت کے ذکر کے بعد اب ہم بتاتے ہیں کہ روزہ کیا ہے اور اس کے معانی کیا ہیں۔

روزہ اسلامی عبادات کا دوسرا اہم رکن ہے۔ یہ ایسی عبادت ہے جس میں نفس کی تہذیب، اس کی اصلاح اور قوت برداشت کی تربیت مدنظر ہوتی ہے۔ صوم (روزہ) کے لغوی معنی رکنے اور کوئی کام نہ کرنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں طلوع فجر (صبح صادق) سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔

روزہ کی تکمیل کے لئے یہ تین بنیادی شرائط ہیں۔ لیکن خدا کی خاطر اور اس کی رضا کے حصول کیلئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رکنے کا حکم ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کیلئے بطور علامت ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "**جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے**"۔

اسی طرح ایک اور موقعہ پر فرمایا: "روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں"۔

جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اسے صرف بھوکا پیاسا رہنے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**کئی روزہ دار ہیں جن کو ان کے روزہ سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی رات کو اٹھ کر عبادت کرنے والے ہیں مگر ان کو سوائے بیداری اور بے خوابی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا**"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "روزہ تو باقی گیارہ مہینوں کی بھی ضمانت دینے کے لئے آتا ہے۔ یہ باقی گیارہ مہینوں کے بھی آداب سکھانے کے لئے آتا ہے لیکن اس مہینہ میں آداب سکھائے جائیں گے تب ہی باقی گیارہ مہینوں پر اثر پڑے گا۔ اگر صرف بھوکے پیاسے رہنے کا نام روزہ ہے تو پھر انسان روزہ کی اکثر نیکیوں سے محروم رہ جائے گا، اکثر فوائد سے محروم رہ جائے گا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ: "روزہ دار کو خیال رکھنا چاہئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہئے"۔

رمضان کے روزے ہر بالغ، عاقل، صحتمند اور مقیم (یعنی جو حالت سفر میں نہ ہو) مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کیلئے یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے ایام میں ان روزوں کو پورا کرلیں جو اس ماہ میں ان سے رہ گئے ہیں۔ مستقل بیمار جنہیں صحت یاب ہونے کی کبھی امید نہ ہو یا ایسے کمزور وناتوان ضعیف جنہیں بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے، اسی طرح ایسی مُرضعہ (دودھ پلانے والی) اور حاملہ جو تسلسل کے ساتھ ان عوارض سے دوچار رہتی ہے ایسے معذور حسب توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں۔

روزہ رکھنے کی عمر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ روزہ رکھنے کی عمر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزے رکھواتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر سے شروع ہوجاتا ہے۔ اور بعض احکام ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ ۱۵ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔ ۱۵ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اور ۱۸ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے۔ اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر رعب ڈالتے تھے تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور ان کی قوت بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہئے۔ اس کے بعد جب ان کا وہ زمانہ آجائے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو ۱۵ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے رکھوائے جائیں اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں، دوسرے سال اس سے زیادہ اور تیسرے

سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج ان کو روزوں کا عادی بنایا جائے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ مائیں اپنے بچوں پر اس معاملہ میں رحم کرتی ہیں، کہتی ہیں ان کی ابھی عمر چھوٹی ہے اسلئے روزہ نہ رکھنے دیا جائے۔ بعض دفعہ بچے زیادہ شوق دکھاتے ہیں لیکن مائیں ان کو زبردستی روکتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ بچوں پر روزے فرض نہیں مگر بچپن سے ہی جب سے بچے نمازیں شروع کرتے ہیں اگر ان کو روزہ کے آداب نہ بتائے جائیں، ان کو روزہ کے نمونے نہ دکھائے جائیں یعنی ان کو روزہ رکھنے کی تھوڑی تھوڑی عادت نہ ڈالی جائے تو جب وہ بالغ ہوتے ہیں ان کے اندر روزہ کی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ ہمیں تو یاد ہے قادیان کے زمانہ میں جب خدا کے فضل سے روزہ کا معیار بہت بلند تھا اور سوائے مجبوری کے کوئی احمدی روزہ نہیں چھوڑتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت کا اثر تھا اس لئے اس زمانہ میں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ احمدی روزہ میں کمزور ہے۔ اس وقت طریق یہی تھا کہ بچپن ہی سے مائیں گھروں میں تربیت دیتی تھیں۔ اور دس سال کی عمر سے بچے روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے"۔ "روزہ کے معاملے میں بلوغت سے متعلق فقہاء میں کچھ اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ بچوں کی نشوونما کے پیش نظر بعض فقہاء نسبتاً سہولت دے رہے ہیں۔ اسلئے اس معاملہ میں بھی غیر معمولی سختی نہیں کی جاتی تھی۔ بلکہ حوصلہ افزائی کے طور پر کوشش کی جاتی تھی کہ جو بچے بالغ ہو چکے ہیں یعنی ۱۳، ۱۴ سال کی عمر میں داخل ہو چکے ہیں کوشش کی جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ روزے رکھیں ۔ ایسے بچے جب پختہ عمر کو پہنچتے تھے یعنی ۱۸، ۱۹ سال کی عمر میں قدم رکھتے تھے تو پھر تو وہ لازماً رمضان کے پورے کے پورے روزے رکھا کرتے تھے"۔

بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں یہ تعداد پوری کرنی ہوگی۔ اور ان لوگوں پر جو اس یعنی روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے۔

نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"نیکی صرف رضا کے ساتھ تعلق رکھتی ہے جسم میں سختی کے ساتھ نہیں۔ اور روزوں میں بھی جسمانی سختی خدا تعالیٰ کے پیش نظر ہے ہی نہیں۔ اور بہت سی باتیں ہیں جو پیش نظر ہیں مگر تکلیف دینا خدا کے پیش نظر نہیں ہے۔ پس جب خدا فرماتا ہے کہ چھوڑ دو تو چھوڑ دو۔ جب خدا کہتا ہے رکھو تو رکھو۔ پس فرمایا "مَن کانَ منکم مریضاً" جو بیمار ہو "اَو علیٰ سفَرٍ" یا سفر پر ہو "فعدۃٌ من ایامٍ اُخر" تو پھر رمضان میں روزے نہ رکھنا بعد میں رکھ لینا۔ "یُریدُاللہ بکمُ الیُسر ولا یُریدُ بکمُ العُسر" اس وہم میں بتلا نہ ہو کہ سختی کرو گے تو خدا بہت خوش ہوگا۔ اپنی جان کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہے تو اللہ بڑا راضی ہو گیا تم مصیبت میں پڑ گئے۔ اللہ تو تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا........ پس خدا کی وسیع نظر کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ جو اللہ چاہے، جس حد تک سختی ڈالے، اسی کو قبول کریں۔ اس سے آگے بڑھ کر زبردستی آپ خدا کو راضی نہیں کر سکتے۔"

سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں آنحضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں کا ہجوم دیکھا جس میں ایک شخص پر سایہ کیا جا رہا تھا۔ حضورؐ نے سبب پوچھا تو عرض کی گئی کہ روزہ دار کو سایہ کیا جا رہا ہے۔ رسول اللہؐ نے بڑے جلال سے فرمایا "لیس من البرّ الصوم فی السفر" کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

اسی طرح ایک اور واقعہ حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس پر پانی چھینکا جا رہا تھا۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے ازراہ شفقت پوچھا تمہارے ساتھی کو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ روزہ دار ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا یہ نیکی تو نہیں کہ تم سفر میں روزہ رکھو۔ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی اس رخصت سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے جو اس نے تم کو عطا کی ہے۔ پس اس رخصت کو قبول کرو"۔

آنحضرت ﷺ خود مسافر کا روزہ کھلوا دیا کرتے تھے۔ عمروؓ بن امیہ ضمری بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک سفر سے حاضر ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا "ابو امیہؓ کھانے کا انتظار کرو"۔ میں نے کہا حضورؐ میں تو روزے سے ہوں۔ آپؐ نے ازراہ محبت فرمایا "ادھر میرے قریب آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ مسافر کو اللہ تعالیٰ نے روزہ سے رخصت دی ہے اور آدھی نماز بھی اسے معاف کی ہے"۔

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ **رمضان میں سفر میں روزہ رکھنے والا (خدا کے حکم کی نافرمانی کے لحاظ سے) اس شخص کی طرح ہے جو گھر میں رہ کر (بلا عذر) روزہ نہیں رکھتا۔**

محمد بن کعب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت انسؓ بن مالک خادم رسولؐ کے پاس رمضان کے مہینہ میں آیا۔ آپؓ سفر پر جانے والے تھے۔ سواری تیار کی گئی۔ آپ نے کھانا منگوا کر تناول فرمایا۔ میں نے پوچھا کیا یہ سنت رسولؐ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ سنت ہے اور پھر آپؓ سفر پر تشریف لے گئے۔

مشہور تابعی ابو قلابہ بزرگ عالم تھے۔ ایک سفر میں آپ کے ساتھ کوئی شخص تھا جب کھانے کا وقت آیا تو اس نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ ابو قلابہ

نے کہا "اللہ نے مسافر کو آدھی نماز معاف کی اور سفر کے روزہ سے رخصت دی ہے اس لئے تم میرے ساتھ کھانا کھالو اور روزہ کھول دو۔ چنانچہ وہ شخص آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا"۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بیان کیا مجھ سے عبداللہ سنوریؓ نے اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اس وقت روزہ تھا۔ اور دن کا زیادہ حصہ گزر چکا تھا۔ بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا 'آپ روزہ کھول دیں'۔ اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا۔ حضور نے فرمایا آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں؟ **خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے فرمایا کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہئے۔** اس پر اس نے روزہ کھول دیا"۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ مزید فرماتے ہیں کہ "حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ مع کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کیلئے مسجد تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا "سفر میں تو روزہ ٹھیک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہئے۔ چنانچہ ناشتہ کرواکے ان کے روزے تڑوا دئے"۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ "ماہ رمضان میں ایک دوست قادیان تشریف لائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اندر سے شربت منگوایا تو اس دوست نے عرض کیا کہ روزہ رکھا ہوا ہے۔ حضور نے روزہ کھلوادیا اور دو خادموں کو حکم دیا کہ مسجد اقصیٰ کے کنویں پر لے جاکر انہیں نہلائیں اور سر پر پانی کے کم از کم ایک سو بوکے ڈالیں۔ چنانچہ حضورؑ کے ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ وہ دوست بتاتے تھے کہ جب ان کے سر پر پانی گرایا جارہا تھا تو انہیں یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان کے جسم سے آگ نکل رہی ہے۔ اگلے روز خبر آئی کہ دو مسافر شدید گرمی اور پیاس کے باعث روزہ کی حالت میں جاں بحق ہوگئے لیکن انہوں نے روزہ کھولنا گوارا نہ کیا"۔

ایک اور موقع پر حضور اقدسؑ نے فرمایا: "اگر ریل کا سفر ہو، کوئی تکلیف کسی قسم کی نہ ہو تو رکھ لے ورنہ خدا تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھائے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزہ رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے اور اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ **مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا**"۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"بعض بیماریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں انسان اپنے سارے کام کرتا پھرتا ہے۔ ایسا شخص بیمار نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح اس شخص کا سفر بھی جو ملازم ہونے کی وجہ سے سفر کرتا ہے، سفر نہیں گنا جاسکتا۔ اس کا سفر تو ملازمت کا حصہ ہے۔ اسی طرح بعض بیماریاں ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کرتا رہتا ہے۔ فوجیوں میں بھی ایسے ہوتے ہیں جو ان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر وہ سارے کام کرتے رہتے ہیں۔ چند دن پیچش ہو جاتی ہے مگر اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے کام کرنا چھوڑ نہیں دیتے۔ پس اگر دوسرے کاموں کے لئے وقت نکل آتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسا مریض روزے نہ رکھ سکے۔ اس قسم کے بہانے محض اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل روزہ رکھنے کے خلاف ہوتے ہیں۔ بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں۔ اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانہ سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلا عذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے"۔

دائمی مریض اور مسافر

دائمی مریض اور مسافر کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

"جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے۔ مثلاً ایک بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گزر جائے گا ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے۔ اور فدیہ دیں۔ فدیہ صرف شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے، باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پاکر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔ جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ

دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے بوجھوں کو سر پر سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہی ہدایت دی جائے گی"۔

روزہ رکھ کر سفر شروع کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "سفر کے متعلق میرا عقیدہ اور خیال یہی ہے ممکن ہے بعض فقہاء کو اس سے اختلاف ہو کہ جو سفر سحری کے بعد شروع ہو کر شام کو ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے سے شریعت روکتی ہے۔ مگر روزوں میں سفر کرنے سے نہیں روکتی۔ پس جو سفر روزہ رکھنے کے بعد شروع ہو کر افطاری سے پہلے ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں-روزہ میں سفر ہے، سفر میں روزہ نہیں"

سفر میں روزے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱)...... اگر سفر جاری ہو یعنی پیدل یا سواری پر اور چلتا جا رہا ہو تو روزہ نہ رکھا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں روزہ چھوڑنا ضروری ہے۔

(۲)...... اگر سفر کے دوران کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے اور سہولت میسر ہے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ یعنی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے جبکہ دن بھر وہاں قیام ہے۔

(۳)...... سحری کھانے کے بعد گھر سے سفر شروع ہو اور افطاری سے پہلے پہلے سفر ختم ہو جائے یعنی گھر واپس آجانے کا ظن غالب ہو تو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے۔

(۴)...... اگر دوران سفر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے تو وہاں سحری کا انتظام کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔

سفر کی حد کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ "اِنّما الاَعمالُ بالنّیات" بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ شریعت کی بنا دقت پر نہیں ہے۔ جس کو تم عرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے۔ اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اسکی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے"۔

حضور علیہ السلام نے حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ کے نام ایک خط میں فرمایا: "من کان منکم مریضاً اَو علیٰ سفر فَعدةٌ مِن ایامٍ اُخَر۔ اگر تم مریض ہو یا کسی سفر قلیل یا کثیر پر ہو تو اسی قدر روزے اور دنوں میں رکھ لو۔ سو اللہ تعالیٰ نے سفر کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ احادیث نبوی میں حد پائی جاتی ہے۔ بلکہ محاورہ عام میں جس قدر مسافت کا نام سفر رکھتے ہیں وہی سفر ہے۔ ایک منزل (سے) جو کم حرکت ہو اس کو سفر نہیں کہا جا سکتا"۔

مزدور اور روزہ

اگر کوئی مزدور روزہ رکھنے میں تکلیف محسوس کرے تو کیا وہ اس عذر کی بناء پر روزہ ترک کر سکتا ہے؟

روزہ رکھنے سے کسی کو تکلیف نہیں ہوتی۔ قرآن مجید نے اس عذر کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی احادیث میں اس کی تصریح آئی ہے حالانکہ مزدور اس وقت بھی تھے۔ ہاں اگر کمزوری ہے اور روزہ ناقابل برداشت ہے تو یہ بیماری کے حکم میں ہے اور بیمار پر روزہ فرض نہیں ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جب یہ سوال پیش کیا گیا کہ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جب کہ کام کی کثرت ہوتی ہے مثلاً تخم ریزی کرنا یا فصل کاٹنا وغیرہ۔ اسی طرح وہ مزدور جن کا گزارہ محض مزدوری پر ہے ان سب سے روزہ نہیں رکھا جاتا ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا: "اِنّما الاَعمالُ بالنّیات یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب یُسر ہو رکھ لے"۔

حائضہ، مرضعہ اور حاملہ

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہم حیض کے باعث روزے چھوڑتی تھیں تو ہمیں بعد میں وہ روزے پورے کرنے کا ارشاد ہوتا تھا۔ نفاس والی عورت کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتی۔ لیکن جب بعد میں یہ عذر دور ہو جائیں یعنی حائضہ حیض سے پاک ہو جائے اور نفاس کے دن ختم ہو جائیں تو چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء واجب ہوگی۔

مرضعہ اور حاملہ کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف کر دی ہے اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ سے رخصت دی ہے۔ یعنی یہ دونوں اپنے عذر کے ختم ہونے کے بعد چھوڑے ہوئے روزے پورے کر لیں۔ اگر طاقت ہو تو فدیہ بھی دینا چاہئے جو اس بات کا کفارہ ہوگا کہ رمضان کی برکتوں والے مہینے میں وہ روزہ کی عبادت بجا لانے سے محروم رہی ہیں۔ اگر فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہیں تو روزے کافی ہیں۔

اگر کسی عورت کو ایسی حالت پیش آتی رہتی ہے کہ ایک وقت میں مُرضعہ ہے اور دوسرے وقت میں حاملہ تو اس سے روزہ معاف ہے اور صرف فدیہ کافی ہے۔ اسی طرح شیخ فانی اور دائم المریض کے لئے

بھی یہی حکم ہے کہ جس کے لئے آئندہ روزہ رکھنے کا امکان صحت کے لحاظ سے کوئی نہیں تو صرف فدیہ ہی ادا کردے۔

طالب علم اور روزہ

اسی طرح جو طالب علم امتحان کی تیاری میں مصروف ہے اس کیلئے روزہ رکھنے کے بارہ میں یہ ہدایت ہے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے روزمرہ کی مصروفیات کو ترک کرنے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا۔ اسلئے روزمرہ کے کام کی وجہ سے اگر ایک انسان کے لئے روزہ ناقابل برداشت ہے تو وہ مریض کے حکم میں ہے لیکن اس بارہ میں وہ اپنے اقدام کا خود ذمہ دار ہوگا اور اس سے اُسکی نیت اور حالت کے مطابق اللہ تعالیٰ سلوک کرے گا گویا اپنے حالات کے بارہ میں فیصلہ دینے میں انسان آپ مفتی ہے۔

جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے خواہ وہ پہلے بیمار نہ ہواسکے لئے روزہ معاف ہے۔ اگر اس کی حالت ہمیشہ ایسی رہتی ہو تو کبھی اس پر روزہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسی موسم میں ایسی حالت ہو تو دوسرے وقت میں رکھ لے۔ ہاں تقویٰ سے کام لے کر خود سوچ لے کہ صرف عذر نہ ہو بلکہ حقیقی بیمار ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :

"اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیّت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کیلئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا"۔

جن امور سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

عمداً یعنی جان بوجھ کر کھانے پینے اور جماع یعنی جنسی تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ٹیکہ لگوانے اور جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یعنی بے اختیار قے آجائے تو اس پر روزہ کی قضاء نہیں لیکن جو روزہ دار جان بوجھ کر قے کرتا ہے تو وہ روزہ قضاء کرے۔

جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا

اللہ تعالیٰ کے محارم اور شعائر اللہ کی تعظیم اور حفاظت لازم ہے۔ روزہ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے بیمار، معذور اور مسافر کو رخصت دی ہے اس کے بعد بھی وہ شخص جو بغیر کسی ایسے عذر کے جس میں شریعت نے روزہ توڑنے کی اجازت دی ہو جان بوجھ کر روزہ توڑے تو سخت گنہگار اور سزا کا مستحق ہے۔ ایسے شخص پر اس روزہ کی قضاء کے علاوہ بغرض توبہ کفارہ واجب ہوگا۔ یعنی اسے متواتر ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے یا ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا پڑے گا۔

توبہ کے سلسلہ میں اصل چیز حقیقی ندامت ہے جو دل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتی ہے اگر یہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے لیکن اس کو ساٹھ روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اس صورت میں استغفار ہی اس کیلئے کافی ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک ایسا ہی واقعہ ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے خدا کے رسول میں ہلاک ہو گیا۔ آپؐ نے پوچھا تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا روزہ کی حالت میں میں نے اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم کو ایک غلام آزاد کرنے کی طاقت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا، کیا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر بیٹھے رہو۔ اس دوران ایک شخص گدھے کو ہانکتا ہوا آیا جس کے اوپر کھجوریں لدی ہوئی تھیں۔ وہ کھجوروں کی ٹوکری حضورؐ کے پاس لایا۔ آنحضورؐ نے پوچھا وہ سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کی حضور میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کھجوریں لو اور صدقہ کردو۔ اس شخص نے کہا حضور کیا اس پر صدقہ کروں جو مجھ سے زیادہ غریب اور محتاج ہو؟ خدا کی قسم ان دونوں پہاڑوں کے درمیان اس شہر میں ہم سے زیادہ غریب کوئی گھر نہ ہوگا۔ اور ہم سب بھوکے ہیں اور ہمارے گھر کچھ بھی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کھجوریں لے جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

پس جو شخص جان بوجھ کر روزہ توڑ بیٹھے لیکن پھر خلوص نیت سے نادم ہو اور سچی توبہ کرے مگر وہ کفارہ ادا نہ کر سکے تو وہ معذور سمجھا جائے گا اور دعاء ذکر الٰہی اور توبہ استغفار ہی اس کیلئے کفارہ ہو سکتے ہیں۔

کفارہ صرف فرض روزہ بغیر کسی حقیقی عذر کے جان بوجھ کر توڑنے کا ہے۔ جبکہ نفلی، قضائی یا نذری روزوں کو توڑنے کے بدلہ میں ایک روزہ رکھنا چاہئے۔

جن امور سے روزہ نہیں ٹوٹتا

اگر انسان کوئی چیز جان بوجھ کر کھاپی لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لیکن اگر بھول کر کھاپی لے تو اس کا روزہ علی حالہ باقی رہے گا۔ اور کسی قسم کا نقص اس کے روزہ میں واقع نہیں ہوگا۔ اس بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کھاپی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا رہا ہے۔

ایک دوسری روایت میں اس حدیث کے ساتھ " ولا قضاء علیه ولا کفارة" کے الفاظ اضافہ کے ساتھ آئے ہیں یعنی ایسے شخص پر جس نے بھول کر

کچھ کھاپی لیا ہو نہ روزہ کی قضاء ہے اور نہ کوئی کفارہ ہے۔
البتہ اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ بیٹھے مثلاً روزہ یاد تھا لیکن یہ سمجھ کر روزہ کھول لیا کہ سورج ڈوب گیا ہے یا یہ کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی تو سورج غروب نہیں ہوا اور نہ ہی افطار کا وقت ہوا ہے تو ایسی صورت میں اس کا روزہ مکمل نہیں ہوگا اور اس کی قضاء ضروری ہوگی لیکن اس غلطی کی وجہ سے نہ وہ گنہگار ہے اور نہ اس پر کوئی کفارہ ہے۔
حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں رمضان میں ایک دن بادل وغیرہ کے باعث ہم نے (افطاری کا وقت سمجھ کر) روزہ افطار کر لیا لیکن اس کے بعد سورج نکل آیا۔ راوی ھشام تابعی سے پوچھا گیا کہ کیا پھر ان کو وہ روزہ قضاء کرنے کا حکم دیا گیا تو ہشام نے جواب دیا کہ اس کے سوا کوئی اور چارہ بھی تھا؟
حضرت ابن عباسؓ روزہ دار کو یہ رعایت بھی دیتے ہیں کہ اگر ہنڈیا کا ذائقہ نمک مرچ وغیرہ چکھ کر تھوک دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
اگر کلّی کرتے وقت بلا اختیار چند قطرے پانی حلق سے نیچے اتر جائیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کان میں دوا ڈالنے، بے اختیار قے آنے، آنکھ میں دوا ڈالنے، نکسیر پھوٹنے، دانت سے خون جاری ہونے، مسواک یا برش کرنے، خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح دن کے وقت سوتے میں احتلام ہو جانے کی وجہ سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔
سرمہ لگانے سے متعلق ہدایت یہ ہے کہ عورت دن کے وقت سرمہ لگا سکتی ہے۔ مرد کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بحالت روزہ دن کو سرمہ نہ لگائے البتہ رات کو لگا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "دن کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے رات کو لگائے"۔
جنابت کی حالت میں اگر نہانا مشکل ہو تو نہائے بغیر کھانا کھا کر روزہ کی نیت کر سکتا ہے اور روزہ رکھا جا سکتا ہے۔
روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کا استعمال غیر پسندیدہ ہے البتہ سادہ برش کرنا اور کلی کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بیرونی اعضاء پر ٹنکچر کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔
اگر کوئی روزہ دار کسی حادثہ میں مریض کو خون دے تو اس کے خون دینے سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن چونکہ ایسا کرنے سے کمزوری ہو جاتی ہے اس لئے روزہ کھول دینا چاہئے۔ خون دینا چونکہ انسانی جان کی حفاظت کے لئے بعض اوقات ضروری ہے اور روزہ تو بعد میں بھی رکھنے کی اجازت ہے اور خدا تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے اس لئے روزہ ایسی مجبوری کی صورت میں خون دینے کے لئے روک نہیں بننا چاہئے۔

روزہ کیلئے نیت ضروری ہے

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اُسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔
اسلام نے اعمال کی بنیاد نیتوں پر رکھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا" **الاعمال بالنیات**" کہ اعمال کا انحصار انسان کی نیت اور ارادہ پر ہے اس لئے اسلامی عبادات کے شروع کرنے کے لئے بھی اخلاص، نیت اور نیک ارادہ شرط ہے۔ یہی بات روزہ کے بارہ میں فرمائی ہے کہ اس کیلئے نیت کرنی چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ انسان رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ کرے اور نیت کر کے سوئے۔
روزہ کی نیت کرنے کیلئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں۔ نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔ نیت طلوع فجر سے پہلے کی جانی چاہئے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً اسے علم نہیں ہو سکا کہ آج سے رمضان شروع ہو رہا ہے یا سویا رہا، صبح بیدار ہونے پر پتہ چلا کہ آج تو روزہ ہے یا کوئی اور اسی قسم کا عذر ہو تو وہ دوپہر سے پہلے پہلے اس دن کے روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔ بشر طیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔
ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار دوپہر سے پہلے خبر ملی کہ کل رمضان کا چاند مدینہ کی کسی مضافاتی بستی میں دیکھ لیا گیا تھا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: "جس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا پیا وہ روزہ کی نیت کرلے اور جس نے کچھ کھاپی لیا ہے وہ بعد میں اس روزہ کی قضاء کرے"۔
نفلی روزہ میں دن کے وقت دوپہر سے پہلے پہلے (بشر طیکہ نیت کرتے وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو) روزہ کی نیت کر سکتے ہیں۔ حضور ﷺ بعض دفعہ گھر تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ ناشتہ کیلئے کوئی چیز ہے؟ اگر یہ جواب ملتا کہ کچھ نہیں تو آپ فرماتے اچھا آج میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزے کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو چکی تھی اب میں کیا کروں؟ حضورؑ نے فرمایا: "ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں"۔

آدابِ سحری

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے مسلمانو! سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔
یہودیوں کے روزہ میں سحری نہیں تھی لیکن مسلمانوں کو سحری کا حکم ہوا۔ اس کا ذکر آنحضرت ﷺ یوں فرماتے ہیں کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔
سحری کا وقت آدھی رات کے بعد سے فجر کے طلوع ہونے تک ہے لیکن آدھی رات کو اٹھ کر سحری کھا لینا مسنون نہیں۔ اصل برکت اتباع سنت میں ہے اور سنت یہ ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے انسان کھاپی لے۔ صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سحری کھانے

کے ذریعہ دن کے روزہ (کی مشقت) اور رات کی عبادت (میں جاگنے) کے مقابل پر قیلولہ کے ساتھ مدد چاہو۔

نیز فرمایا: ''سحری کیا کرو خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو''۔

پس سحری کھانا ضروری ہے اور اسکے بغیر روزہ رکھنے میں برکت نہیں لیکن اگر انسان کی اس وقت آنکھ کھلے جب فجر طلوع ہو چکی ہو اور سحری کھانے کا وقت نہ رہا ہو تو بغیر سحری کھانے کے روزہ رکھ لینا جائز ہے۔ لیکن بطور عادت کے ایسا کرنا پسندیدہ نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سحری

رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سحری کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے انس میں نے روزہ رکھنا ہے مجھے کھانے کی کوئی چیز لادو''۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی لے آیا۔ اور اس وقت حضرت بلالؓ کی پہلی اذان ہو چکی تھی۔ حضور نے فرمایا ''انس دیکھو (مسجد میں) کوئی اور آدمی ہے جو میرے ساتھ سحری میں شامل ہو'' حضرت انسؓ نے زید بن ثابتؓ کو بلایا تو انہوں نے کہا ''میں تو ستو پی کر روزہ رکھ چکا ہوں''۔ حضورؐ نے فرمایا ''ہم نے بھی روزہ ہی رکھنا ہے''۔ چنانچہ زید بن ثابتؓ نے حضورؐ کے ساتھ سحری کھائی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سحری میں کسی قسم کے تکلفات نہیں فرماتے تھے۔ جو میسر ہوتا تھا اس سے روزہ رکھ لیتے تھے بلکہ آنحضورؐ نے فرمایا کھجور مومن کیلئے کتنی اچھی سحری ہے۔

آنحضرت ﷺ نے رمضان میں مسلمانوں کی سہولت کے لئے یہ انتظام فرمایا تھا کہ صبح کی دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان حضرت بلالؓ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے دیتے تھے جس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اب سحری کا آخری وقت ہے جو شخص نماز تہجد ادا کر رہا ہے یا جو سویا ہوا ہے وہ بھی اٹھ کر سحری کھالے اور دوسری اذان حضرت ابن مکتومؓ اس وقت دیا کرتے تھے جب فجر طلوع ہو جاتی تھی اور اس کا مقصد سحری کے وقت کے ختم ہو جانے کا اعلان ہوتا تھا۔ لیکن اس میں گنجائش بھی رکھ دی کہ جب تک پوری طرح فجر نہ ہو جائے تو کھا پی سکتے ہیں خواہ اذان ہو رہی ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور کھانے پینے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برتن رکھ نہ دے یہانتک کہ حسب ضرورت اس سے کھالے''۔

افطاری کے آداب

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب دن چلا جائے اور رات آجائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کر لو۔ اسی طرح ایک موقع پر فرمایا: ''دین اسلام اس وقت تک مضبوط رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتے تھے''۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو (افطاری کے وقت) سب سے جلدی افطار کرتے ہیں''۔

حضرت ابی اوفیؓ آنحضرت ﷺ کے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں اس سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھا۔ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا۔ آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد دو تابعی حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور پوچھا اے امّ المومنین! حضورؐ کے صحابہ میں سے دو صحابی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نیکی اور خیر کے حصول میں کوتاہی کرنے والا نہیں۔ لیکن ان میں سے ایک تو افطاری میں جلدی کرتے ہیں اور نماز بھی جلدی پڑھتے ہیں (یعنی اول وقت میں)۔ اور دوسرے افطاری اور نماز دونوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا ان میں کون جلدی کرتا ہے۔ بتایا گیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا آنحضرت ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

روزہ کی افطاری کا وقت نہایت بابرکت گھڑی ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزہ کی وجہ سے خدا سے اس کا لقاء ہوگا۔

آنحضرت ﷺ نے افطاری کے وقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''ہر افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو (آگ سے) آزاد اور بری فرماتا ہے اور یہ عمل روزانہ شام کو ہوتا ہے''۔ پس افطاری کے وقت کے نہایت بابرکت لمحات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ قبولیت دعا کے اس وقت میں دعائیں کرنی چاہئیں۔ آنحضرت ﷺ افطاری کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ اے اللہ میں نے تیری خاطر ہی روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے میں نے افطار کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افطاری

آنحضرت ﷺ روزہ افطار کرنے میں بھی کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔ حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز مغرب سے قبل تازہ کھجور کے چند دانوں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تازہ کھجور میسر نہ ہو تو خشک کھجور کھا کر ہی روزہ کھول لیتے اور اگر خشک کھجور بھی نہ ملتی تو پانی کے چند چلو بھر کر افطاری کر لیتے۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو بھی ایسی سادہ افطاری کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی افطاری کرے تو کھجور سے کرے کیونکہ یہ بہت خیر و برکت رکھتی ہے اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ کھولے جو طہارت مجسم ہے"۔

حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے ایک غریب عورت نے سوال کیا۔ اس دن آپؓ روزہ سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے اور کچھ نہ تھا۔ آپؓ نے خادمہ سے کہا کہ وہ روٹی اس غریب عورت کو دے دے۔ خادمہ کہنے لگی کہ آپ کے لئے اور کوئی چیز موجود نہیں آپ خود کس سے روزہ افطار کریں گی۔ حضرت عائشہؓ نے اس خادمہ سے کہا کہ تم روٹی اس غریب عورت کو دے دو۔ خادمہ کہتی ہے کہ میں نے وہ روٹی اس غریب عورت کو دے دی۔ جب شام ہوئی تو آپ کے پاس کسی عزیز نے یا کسی اور شخص نے بکری کا کچھ گوشت اور اس کا بازو بطور تحفہ بھیج دیا۔ آپ نے اس خادمہ کو بلا کر فرمایا لو کھاؤ یہ تمہاری روٹی سے کہیں بہتر ہے۔

روزہ افطار کروانے کا ثواب

آنحضور ﷺ نے فرمایا: جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزے دار کے ثواب میں کمی نہیں آئیگی۔

سحری اور افطاری میں اعتدال کو پیش نظر رکھیں

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ سحری اور افطاری کے وقت کھانے کے اہتمام میں اس قدر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ ان کا یہ اہتمام رمضان اور روزوں کے مقاصد سے متصادم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پہلو سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "...... بھوکے رہتے ہو تو سارا دن یہ سوچ کر نہ گزارنا کہ جب روزہ ختم ہوگا تو پھر یہ یہ نعمتیں کھائیں گے۔ اتنا زیادہ کھاؤں گا کہ سارے روزے کی کسر مٹادوں گا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "صوموا تصحوا" روزے رکھو تا کہ تمہاری صحت اچھی ہو اور صحت اچھی تبھی ہو سکتی ہے کہ اگر آپ روزوں سے یہ سبق سیکھیں کہ ہم جو بہت زیادہ کھایا کرتے تھے بڑی سخت بے وقوفی تھی۔ رمضان نے ہمیں یہ کھانے کا سلیقہ سمجھا دیا ہے۔ درحقیقت اس سے بہت کم پر ہمارا گزارا ہو سکتا ہے جو ہم پہلے کھایا کرتے تھے تو اپنی خوراک بچاؤ اور اس کے ساتھ اپنی صحت کی حفاظت کرو۔"

اپنی افطاریوں میں غرباء کو بھی شامل کریں

بعض لوگ افطار پارٹیاں کرتے ہیں تو ان میں بھی اسراف سے کام لیا جاتا ہے اور افطاری کے نام پر ایسی مجالس لگائی جاتی ہیں جو رمضان اور روزوں کی غرض و غایت کے منافی ہوتی ہیں۔ پھر بعض لوگ افطاریاں صرف امراء کو ہی بھجواتے ہیں اور غرباء کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "افطاریاں اپنے سے امیروں کو یا اپنے ہم پلہ امیروں کو بھیجنے کی بجائے ڈھونڈیں کہ نسبتاً کون مسکین لوگ ہیں خدا کے۔ اور یہ مسکینی جو ہے یہ ایک نسبتی چیز ہے ضروری نہیں کہ ایسا غریب ہو کہ اس کو صدقہ ہی دیا جائے۔ حالات الگ الگ ہیں بعضوں کو کم ملتا ہے، بعضوں کو زیادہ ملتا ہے۔ تو وہ لوگ جو خدا کی خاطر کسی کو خوش کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ ڈھونڈیں ایسے لوگ جن کا کھانے پینے کا معیار روزمرہ کا اتنا اونچا نہیں جتنا ان کا ہے۔ اور اگر وہ ان کو بھیج دیں تو اس آیت کے مضمون کے مطابق وہ اپنے جیسے دولت مندوں میں دولت کے چکر لگانے کے مترادف نہیں رہے گا۔ پس افطاریوں میں بھی بہتر یہی ہو کہ آپ اپنے ہمسایوں کو دیکھیں، ارد گرد جگہ تلاش کریں اور روزمرہ واقف جو آپ کے دکھائی دیتے ہیں ان کو بھیجیں مگر صدقے کے رنگ میں نہیں۔ کیونکہ افطاری کا جو تعلق ہے وہ صدقے سے نہیں ہے۔ افطاری کا تعلق محبت بڑھانے سے ہے اور رمضان کے مہینے میں اگر آپ کچھ کھانا بنا کے بھیجتے ہیں تو طبعی طور پر محبت بھی بڑھتی ہے اور دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ اس عزت اور احترام سے چیز دیں کسی غریب کو یا ایسے شخص کو جو نسبتاً غریب ہے کہ اس میں محبت کا پہلو غالب ہو اور صدقے کا کوئی دور کا عنصر بھی شامل نہ ہو تو یہ وہ افطاری ہے جو آپ کیلئے باعث ثواب بنے گی اور آپ کے حالات بھی سدھارے گی۔......"

افطاری کی دعوتوں سے متعلق ایک اہم ہدایت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آجکل کی افطار پارٹیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "افطاری کی دعوتوں کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ...... جب آپ افطاری کی دعوتیں کرتے ہیں تو بعض دفعہ بالکل برعکس نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ روزہ کھول کے انسان ذکر الٰہی میں مصروف ہو قرآن کریم کی تلاوت کرے جو تراویح پڑھتے ہیں وہ تراویح کے لئے تیار ہو کر جائیں اس کی بجائے مجلسیں لگ جاتی ہیں جو بعض دفعہ اتنی لمبی چل جاتی ہیں کہ عبادتیں بھی ضائع ہونے لگتی ہیں اور اگر اس دن کی عشاء کی نماز پڑھ بھی لیں وقت کے اوپر تو دوسرے دن تہجد کی نماز پر اثر پڑ جائے گا۔...... رمضان کے مہینے میں یہ مشاغل کرنا اس قسم کے یہ میرے نزدیک رمضان کے مقاصد سے متصادم ہے۔ اس سے ٹکرانے والی بات ہے۔ تو جو افطاریاں ہو چکیں پہلے ہفتے میں ہو گئیں آئندہ سے توبہ کریں اور مجالس نہ لگائیں گھروں میں۔ مجالس وہی ہیں جو ذکر الٰہی کی مجلسیں ہیں اور افطاری کی مجلسوں کو میں نے کبھی ذکر الٰہی کی مجلسوں میں تبدیل ہوتے نہیں دیکھا۔ پھر وہ سجاوٹ کی مجلسیں بن جاتی ہیں، اچھے کپڑے پہن کر عورتیں، بچے جاتے ہیں۔ وہاں خوب

گپیں لگائی جاتی ہیں، کھانے کی تعریفیں ہوتی ہیں اور طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسرے دن اپنے تہجد کو ضائع کر دیتے ہیں اور پھر بے ضرورت باتیں بہت ہوتی ہیں"۔

سحری و افطاری کو تربیت کیلئے استعمال کریں

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: "دیکھو رمضان میں کیسے اعلیٰ اعلیٰ مواقع آپ کو نصیب ہوتے ہیں اور کس طرح روزمرہ آپ کی اولاد کی تربیت آپ کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ ایک ماحول بنا ہوا ہے، اٹھ رہے ہیں روزوں کے وقت، افطاری کے وقت اکٹھے ہو رہے ہیں اس وقت عام طور پر لوگ گپیں مار کے اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ ...... میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے سحری اور افطاری کو تربیت کے لئے استعمال کریں اور تربیت کے مضمون کی باتیں کیا کریں"۔

فدیہ

عام ہدایت تو یہی ہے کہ انسان روزے بھی رکھے اور اگر استطاعت ہو تو فدیہ بھی دے۔ روزوں کا رکھنا فرض ہو گا اور فدیہ کا ادا کرنا سنّت اور اس بات کا شکرانہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عبادت کی توفیق بخشی ہے کیونکہ روزہ رکھ کر جو فدیہ دیتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور فدیہ روزہ رکھنے کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرنا ہے۔ رمضان کے روزوں کا فدیہ اس شخص کیلئے ضروری نہیں جو وقتی بیمار ہونے کی وجہ سے چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ اس نیت سے فدیہ دے کہ اللہ تعالیٰ اسے بوجہ بیماری یا سفر چھوٹنے والے ان روزوں کی قضاء کی توفیق بخشے اور رمضان کے ان روزوں کے اجر سے محروم نہ فرمائے جو بوجہ مجبوری اسے چھوڑنے پڑے۔

فدیہ صرف ایسے ذی استطاعت لوگوں کیلئے ہے جن کے متعلق یہ توقع نہیں کہ مستقبل قریب میں ان روزوں کی قضاء کر سکیں گے جیسے بوڑھا ضعیف یا کوئی دائم المریض یا حاملہ اور مرضعہ ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر آسودگی حاصل ہو تو ہر روزہ کے عوض ایک آدمی کا دو وقت کا کھانا یا اس کے برابر رقم کسی کو دے دینی چاہئے۔

اگر روک عارضی ہو اور بعد میں دور ہو جائے تو خواہ فدیہ دیا ہو یا نہ دیا ہو روزہ بہر حال رکھنا ہو گا کیونکہ **فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا** بلکہ یہ تو محض اس بات کا بدلہ ہے کہ وہ ان دنوں میں باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس عبادت کو ادا نہیں کر سکا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے سوال کیا کہ میں نے آج سے پہلے کبھی روزہ نہیں رکھا، اس کا کیا فدیہ دوں؟۔ اس پر آپ نے فرمایا: "خدا کسی شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گزشتہ کا فدیہ دے دو۔ آئندہ عہد کرو کہ سب روزے رکھوں گا"۔

فدیہ کی مقدار

فدیہ کی مقدار کے متعلق قرآن کریم میں اصولی ہدایت یہ ہے کہ جو تم بالعموم اوسطاً اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ یعنی اپنے اوسط معیار کے موافق کھانا کھلانا چاہئے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس کا اندازہ گندم کے لحاظ سے نصف صاع یعنی قریباً پونے دو سیر بیان کیا ہے جو ایک فوت شدہ روزے کا فدیہ ہو گا اور دو وقت کھانے کیلئے کفایت کریگا۔

فدیہ کس کو ادا کیا جائے؟

یہ ضروری نہیں کہ فدیہ کسی ایسے غریب کو ہی دیا جائے جو روزہ رکھتا ہے۔ اصل مقصد مستحق و نادار کو کھانا کھلانا ہے خواہ وہ روزے رکھ سکتا ہو یا کسی عذر کی بنا پر نہ رکھ سکتا ہو۔ فدیہ کی رقم جماعتی انتظام کے تحت بھی جمع کرائی جا سکتی ہے۔

فدیہ توفیقِ روزہ کا موجب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اسلئے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئی خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقتِ روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ اس لئے اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشے گا"۔

اپنی راتوں کو زندہ کریں

رمضان کی راتوں کو زندہ رکھنا یعنی کم سونا اور رات کو عبادت کیلئے جاگنا بہت بڑی برکتوں اور سعادتوں کا موجب ہے۔ بالخصوص رات کا آخری حصہ قبولیت دعا اور تقرب الی اللہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے رمضان کو عبادت کے لحاظ سے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا: جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالت ایمان میں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رات کو اٹھ کر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی پیدائش کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔ اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان میں سے گزر جائیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہو گی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دھل جائیں گے"۔

عام حالات میں بھی نماز تہجد اور قیام الیل کا ثواب بہت بیان ہوا ہے لیکن ماہ رمضان میں روزہ کے ساتھ جب یہ عبادت ادا کی جاتی ہے تو اس کی جزاء اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ورلے آسمان پر آجاتا ہے اور فرماتا ہے میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ یوں اعلان فرماتا ہے کہ "ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے اور ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دیا جائے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول ہو"۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ: "رات میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے جس میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی میں سے جو کچھ مانگے اس کو اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات آتی ہے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "سب سے عالیشان وہ دربار ہے جو محرم راز لوگوں کا دربار ہے جو آدھی رات کے وقت لگتا ہے۔ اسے تہجد کا دربار کہا جاتا ہے جس میں وہ لوگ جو دنیا کی نظر سے الگ ہو کر چھپ کر خدا سے ملنا چاہتے ہیں وہ اٹھ کر خدا کے حضور حاضری دیتے ہیں"۔

"اللہ کی عجیب شان ہے روزانہ علیحدہ ملاقات کا وقت دیا جاتا ہے اور آدھی رات کے بعد سے یہ دربار لگ جاتا ہے کہ جس کو توفیق ہے وہ حاضر ہو جائے۔ تو میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر رمضان کے دربار کو زندہ رکھنا ہے، اس کے فائدے جاری رکھنے ہیں تو ان درباروں میں حاضری دینا نہ چھوڑیں، پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ کوئی رمضان بھی آپ سے برکتیں لے کر نہیں جائے گا بلکہ ابدی برکتیں آپ کی جھولی میں ڈالتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے"۔

الغرض رات کی عبادت اور دعائیں خدا کے حضور بہت مقبول ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا نمونہ بھی عام حالات میں بہت زیادہ عبادت کرنے کا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "آپ ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے۔ ایک دفعہ میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول، کیا اللہ نے آپ کو معاف نہیں کر دیا۔ پھر آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ عائشہ! کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں"۔ حضرت عائشہؓ مزید بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضورؐ ساری رات کھڑے ہو کر نماز میں یہ آیت پڑھتے رہے: "اِن تعذّبهم فَانهُم عبادكَ وَاِن تغفرلهم فَانكَ انتَ العزيزُالحكيم"۔ کہ اے اللہ! اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے گا تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے گا تو یقیناً تو بہت غالب اور حکمت والا ہے۔

آنحضورؐ کی اس عبادت کی کیفیت کا بھی ذکر ملتا ہے کہ راتوں کو عبادت کرتے ہوئے آپؐ کا سینہ خدا کے حضور گریاں و بریاں ہوتا۔ دل ابل ابل جاتا اور سینہ میں یوں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی جیسے ہنڈیا کے ابلنے سے آواز آتی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آنحضورؐ رمضان المبارک میں رات کو کیسے عبادت فرماتے تھے۔ فرمایا، حضورؐ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ ایام میں بھی گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ چار رکعات ادا فرماتے۔ اور تم ان رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو (یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں)۔ پھر اس کے بعد ایسی ہی لمبی اور خوبصورت چار رکعات اور ادا فرماتے اور پھر تین وتر آخر میں پڑھتے تھے۔ (یعنی کل گیارہ رکعات)۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ: "رمضان میں تو آپ کمر ہمت کس لیتے تھے اور پوری کوشش اور محنت فرماتے تھے"۔ ایک اور روایت میں فرماتی ہیں کہ: "حضورؐ کو سوائے رمضان کے عام طور پر ساری ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے نہیں دیکھا"۔

ایک موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ نے رمضان کو تم پر فرض کیا ہے اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سنّت قائم کر دی ہے"۔

پس آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے رمضان کی راتوں میں سحری کے وقت نوافل ادا کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے خواہ وہ چار رکعت ہی کیوں نہ پڑھیں۔

عبادت کا یہ وقت بہت عظیم برکتوں کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انّ قرآنَ الفجرِ کانَ مشھُوداً"۔ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا یقیناً اللہ کے حضور میں ایک مقبول عمل ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز صلاۃ الیل (یعنی تہجد) ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "جس قدر ابرار، اخیار اور راستباز انسان دنیا میں ہو گزرے ہیں جو رات کو اٹھ کر قیام اور سجدہ میں ہی صبح کر دیتے تھے۔ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ وہ جسمانی تو تیں بہت رکھتے تھے اور بڑے بڑے قوی ہیکل جوان اور تنومند پہلوان تھے؟ نہیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی قوت اور توانائی سے وہ کام ہرگز نہیں ہو سکتے جو روحانی طاقت کر سکتی ہے۔ بہت سے انسان آپ نے دیکھے ہوں گے جو تین یا چار بار دن میں کھاتے ہیں اور خوب لذیذ اور مقوی اغذیہ پلاؤ وغیرہ کھاتے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ صبح تک خراٹے مارتے رہتے ہیں اور نیند ان پر غالب رہتی ہے۔ یہاں تک کہ نیند اور سستی سے بالکل مغلوب ہو جاتے ہیں کہ ان کو عشاء کی نماز بھی دوبھر اور مشکل عظیم معلوم دیتی ہے چہ جائیکہ وہ تہجد گذار ہوں"۔

بچوں کو سحری کے وقت
نوافل پڑھنے کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں: "(رمضان میں) بچوں کو سحری کے وقت اٹھا کر نوافل پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ قادیان میں یہی دستور تھا جو بہت ہی ضروری اور مفید تھا۔ جسے اب بہت سے گھروں میں ترک کر دیا گیا ہے۔ قادیان میں یہ بات رائج تھی کہ روزہ شروع ہونے سے پہلے بچوں کو عین اس وقت نہیں اٹھاتے تھے کہ صرف کھانے کا وقت رہ جائے بلکہ لازماً اتنی دیر پہلے اٹھاتے تھے کہ بچہ کم سے کم دو چار نوافل پڑھ لے۔ چنانچہ مائیں بچوں کو کھانا نہیں دیتی تھیں جب تک پہلے نفل پڑھنے سے فارغ نہ ہو جائیں۔......اب جن گھروں میں بچوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب بھی دی جاتی ہے ان کو اس سلیقے اور اہتمام کے ساتھ روزہ نہیں رکھوایا جاتا بلکہ آخری منٹوں میں جب کہ کھانے کا وقت ہوتا ہے ان کو کہہ دیا جاتا ہے آؤ روزہ رکھ لو اور اسی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ یہ تو درست ہے کہ اسلام توازن کا مذہب ہے، میانہ روی کا مذہب ہے لیکن کم روی کا مذہب تو نہیں۔"

نماز تراویح

شب بیداری کی حالت میں جو عبادتیں انسان نے بجالانی ہیں ان میں نماز تراویح بھی ہے جو دراصل تہجد کی نماز ہے۔ لیکن اگر تہجد کے وقت اٹھنے میں حرج محسوس ہو تو پھر نماز عشاء کے بعد ہی جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ اس نماز کیلئے آٹھ رکعتیں ہیں۔ بعد میں تین رکعت وتر ادا کئے جاتے ہیں۔ چار رکعتوں کے بعد کچھ دیر آرام کرنا چاہئے۔ نماز تراویح اس لئے شروع کی گئی تا کہ معذور اور کمزور لوگ جو صبح کے وقت تہجد پر اٹھ نہیں سکتے اور ان کو زیادہ قرآن بھی یاد نہیں کہ وہ نماز تہجد میں قرآن کی تلاوت کر سکیں تو ایسے لوگوں کی سہولت کے لئے تراویح کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

نماز تراویح کا آغاز

آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق تراویح کا موجودہ طریق حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں باقاعدہ طور پر شروع ہوا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابن شہاب زہری تابعی بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں قیام اللیل عام طور پر انفرادی عبادت کے طور پر ادا کی جاتی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں خلافت ابو بکرؓ اور خلافت عمرؓ کے ابتدائی دور میں یہی طریق رہا۔ اس کے بعد کا واقعہ ہے کہ رمضان المبارک کی ایک رات حضرت عمرؓ مدینہ میں نکلے۔ مسجد نبوی کی طرف تشریف لے گئے۔ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تھا۔ لوگ مسجد میں مختلف گروہوں اور ٹولیوں کی صورت میں نوافل پڑھ رہے تھے۔ کہیں اکیلا آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا تھا تو کہیں کچھ لوگ باجماعت نوافل ادا کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ اگر ان لوگوں کو ایک قاری (حافظ) کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہوگا اور پھر آپ نے فیصلہ فرمادیا۔ اور حضرت ابی بن کعبؓ کو جو قرآن کریم کے بڑے اچھے قاری تھے نماز تراویح کے لئے امام مقرر فرمایا۔

اس واقعہ کے راوی عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ پھر اس واقعہ کے بعد ایک اور رات کا ذکر ہے۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ میں نکلا تو لوگ قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ نئی تجویز کتنی اچھی ہے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا وہ عبادت جس سے تم رات کے آخری حصہ میں سوئے ہوتے ہو (یعنی نماز تہجد) وہ اس سے افضل ہے جو تم اب ادا کر رہے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رمضان شریف میں رات کو اٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے لیکن عموماً محنتی مزدور، زمیندار لوگ جو ایسے اعمال بجالانے میں غفلت دکھاتے ہیں اگر اول شب میں ان کو گیارہ رکعت تراویح بجائے آخری شب کے پڑھادی جائے تو کیا یہ جائز ہوگا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ "کچھ حرج نہیں پڑھ لیں"۔

پس تراویح اور تہجد دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہو تو بہر حال تہجد افضل ہے اسے اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی کو تہجد کے ساتھ تراویح میں بھی قرآن شریف سننے کی توفیق ملتی ہو تو اس کی سعادت ہے کہ وہ دوہرا ثواب حاصل کرتا ہے۔

بلا عذر روزہ ترک کرنا

رمضان کا روزہ بلا عذر یا معمولی معمولی باتوں کو عذر بنا کر ترک کرنا درست نہیں۔ ایسے لوگ جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے ان کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بھی بدلہ نہیں چکا سکے گا۔ اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہو سکے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہونگے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خداتعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: "میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصور کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بناء پر روزہ ترک کر دیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے کہ میں بیمار ہو جاؤں گا...... روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جاسکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور وہ بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو......وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا"۔

آپؓ مزید فرماتے ہیں: "روزہ کے بارہ میں شریعت نے نہایت تاکید کی ہے اور جہاں اس کے متعلق حد سے زیادہ تشدد ناجائز ہے وہاں حد سے زیادہ

نرمی بھی ناجائز ہے۔ پس نہ تو اتنی سختی کرنی چاہئے کہ جان تک چلی جائے اور نہ اتنی نرمی کہ شریعت کی ہتک ہو اور ذمہ داری کو بہانوں سے ٹال دیا جائے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کئی لوگ محض کمزوری کے بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے اور بعض تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر روزہ رکھا جائے تو پیچش ہو جاتی ہے حالانکہ روزہ چھوڑنے کے لئے یہ کوئی کافی وجہ نہیں کہ پیچش ہو جایا کرتی ہے۔ جب تک پیچش نہ ہو انسان کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ جب پیچش ہو جائے تو پھر بے شک چھوڑ دے۔ اس طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں روزہ رکھنے سے ضعف ہو جاتا ہے مگر یہ بھی کوئی دلیل نہیں۔ صرف اس ضعف کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز ہے جس میں ڈاکٹر روزہ سے منع کرے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "رمضان المبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ چند دن کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی۔ چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے۔ اور پہلے سے اور بھی زیادہ دنیا کی زنجیروں میں جکڑے گئے کیونکہ جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کرتا اس کی عادتیں دنیا سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور وہ در حقیقت اپنے آپ کو مادہ پرستی کے بندھنوں میں خود جکڑنے کا موجب بن جایا کرتا ہے۔ یہ لوگ دن بدن ادنیٰ زندگی کے غلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں بھی تو پھر ان بندھنوں کو توڑ کر آزاد نہیں ہو سکتے اس لئے یہ بھی ضروری فیصلہ ہے کہ رمضان کی چند دن کی پابندیاں بشاشت اور ذوق و شوق سے قبول کی جائیں...... تم یہ پابندیاں اختیار کر کے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اس کے فائدے لامتناہی ہیں۔ چند دن کی سختیاں بہت وسیع فائدے ایسے چھوڑ جائیں گی کہ سارا سال تم ان چند دنوں کی کمائیاں کھاؤ گے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے طرز عمل کے بارہ میں فرماتے ہیں: "میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"۔

وہ لوگ جو بلا حقیقی عذر یا معمولی باتوں کو عذر بنا کر روزہ ترک کرتے ہیں وہ لقاء الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔ روزہ رکھنے والے کو روزہ کی جزاء میں خدا ملتا ہے۔ لقاء الٰہی اور دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور روزہ کی عبادت تو خاص طور پر میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء دونگا یا میں خود اس کا بدلہ ہوں"۔

اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ: "روزہ دار کیلئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ملتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جو وہ روزہ کی وجہ سے اپنے رب سے ملاقات کرے گا"۔

پس روزہ سے محروم شخص لقاء الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ اسی طرح ہر نیکی سے محروم رہتا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رمضان آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تم پر ایک ایسا مہینہ آیا ہے کہ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں نیکی کرنے سے محروم رہا وہ ہر نیکی سے محروم رہا۔ اور اس ماہ میں نیکی سے وہی محروم رہتا ہے جو بد نصیب ہو"۔

روزہ آگ سے بچاؤ کا بھی ذریعہ ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "جو بندہ خدا کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے آگ دور کر دیتا ہے"۔ ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا: "روزہ آگ سے بچانے کے لئے ایک ڈھال ہے"۔

رمضان المبارک کا روزہ گناہ سے پاک ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی طرح روزہ جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے"۔

اسی طرح آپ ﷺ فرماتے ہیں: "رمضان المبارک کی پہلی رات کو اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کیلئے تیار ہو جا اور خوب بن سنور جا۔ ممکن ہے جو دنیا سے تھک گیا ہو وہ میرے گھر اور میرے پاس آنا چاہے"۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر بندہ ایک دن کا روزہ اپنی خوشی اور رضا و رغبت سے رکھے پھر اسے زمین کے برابر سونا دیا جائے تو وہ حساب کے دن اسکے ثواب کے برابر نہیں ہوگا"۔

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کے ذریعہ میں جنّت میں داخل ہو جاؤں۔ تو آپؐ نے فرمایا: "روزہ کو لازم پکڑ لو کیونکہ یہ وہ عمل ہے جس کا کوئی مثل اور بدل نہیں"۔

روزہ ملائکہ کی دعاؤں اور استغفار کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی رمضان کے پہلے دن روزہ رکھتا ہے تو اس کے پہلے سب گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر روز ماہ رمضان میں ہوتا ہے اور ہر روز اس کے لئے ستر ہزار فرشتے اس کی بخشش کی دعائیں صبح کی نماز سے لے کر ان کے پردوں میں چھپنے تک کرتے ہیں"۔ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ: "فرشتے روزہ دار کیلئے دن رات استغفار کرتے ہیں"۔ حضرت ام عمارہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "روزہ دار کے پاس جب کوئی بے روزہ کھانا کھائے تو فرشتے روزہ دار کیلئے اس وقت تک دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کھانا کھانے والا کھانے سے فارغ ہو جائے"۔

پس یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ لوگ جو بغیر کسی

شرعی عذر کے یا معمولی باتوں کو عذر بنا کر روزہ نہیں رکھتے اور اللہ کے شعار کا احترام نہیں کرتے اور اس مبارک ماہ میں نیکیوں کے حصول سے محروم رہتے ہیں روحانی لحاظ سے یہ ان کی موت کا مہینہ ہے۔

آخری عشرہ

جب کسی پیاری چیز یا عزیز کے وداع ہونے کا وقت آتا ہے تو بے اختیار جذباتِ محبت جوش مارتے ہیں۔ کچھ یہی کیفیت ہمارے آقا سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کی رمضان کی رخصتی پر ہوتی تھی جب روحانیت کی بہار اپنی رونق دکھا کر رخصت ہونے کو آتی تو آپؐ ان آخری ایام میں کمر کس لیتے اور رمضان المبارک کی برکات کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ **نبی کریم ﷺ (رمضان کے) آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے اور اپنی رات کو (عبادت میں شب بیداری سے) زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی (عبادت کے لئے) جگایا کرتے۔**

حضرت عائشہؓ کی ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادات میں جتنی کوشش اور محنت اور مجاہدہ فرماتے تھے وہ جدوجہد اس کے علاوہ ایام میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔

معلوم ہوتا ہے ایک تو حضور ﷺ رمضان کی رخصتی کے اس خیال سے کہ پھر یہ پیارا برکتوں والا مہینہ سال بعد آئے گا پوری ہمت اور طاقت خرچ کر کے ان برکتوں کو حاصل کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان آخری ایام میں جو خاص برکات رکھی گئی ہیں ان کا حصول بھی مقصود ہوتا تھا۔ چنانچہ آخری عشرہ میں آنحضور ﷺ اعتکاف بھی فرماتے تھے۔ اور لیلۃ القدر کی تلاش میں راتیں بھی زندہ کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جب رمضان آخر پر آتا ہے تو اس کی کیفیت ایسی ہوتی ہے جیسے آبشار کے قریب پانی کے بہاؤ کی ہوتی ہے۔ اس میں ایک روانی اور تیزی آجاتی ہے اور رمضان کے آخری دس دن تو انسان کو بہا لے جاتے ہیں۔ آنسوؤں کی آبشاریں بھی جاری ہوتی ہیں جو دلوں سے پھوٹتی ہیں"۔

مزید فرماتے ہیں: "جو دن باقی ہیں ان کا حق ادا کریں اور ان کو اس طرح اپنا لیں کہ آپ کو ان دنوں سے پیار ہونے لگے اور وہ دن آپ کو ایسا اپنا لیں کہ وہ اپنی برکتیں آپ کے ساتھ چھوڑ جائیں"۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

"جوں جوں رمضان آگے بڑھتا ہے، بھیگنا شروع ہوتا ہے، جب اختتام اور عید کے قریب پہنچنے لگتا ہے تو آنسوؤں سے بھیگتا ہے۔ جتنا زیادہ آپ رمضان میں آگے بڑھتے ہیں اتنا زیادہ یہ نمدار ہوتا چلا جاتا ہے......... بھیگتا چلا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت میں ایک خاص چمک پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گہرا تعلق انسان محسوس کرنے لگتا ہے کہ بعض دفعہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہی میری زندگی کا آخری دن ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے خاص رحمت و پیار کے جلوے نصیب ہوتے ہیں اور یہ جو رحمت کا چھینٹا ہے یہ عام ہے کسی اور مہینے میں اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمت کے ایسے چھینٹے نہیں پھینکے جاتے جو دنیا کے ہر کونے اور ملک میں برس رہے ہوں اور جس کسی پر بھی پڑیں اسے خوش نصیب بنا دیں"۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی ایک برکت آنحضور ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ:

"رمضان کی آخری رات میں میری امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا اے خدا کے رسول کیا رمضان کی آخری رات لیلۃ القدر ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ عمل کرنے والا جب عمل سے فارغ ہوتا ہے تو اس وقت اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے"۔

رمضان کی عبادات اور اعمال سے فراغت پر ان مومن بندوں کو آخری رات اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت عطا فرماتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی عبادات میں محنت اور مجاہدہ کرتے ہیں اور اپنی راتوں کو اللہ کی یاد سے زندہ کرتے ہیں۔ پس کتنے مبارک ہیں وہ روزہ دار اور رمضان کی عبادات بجالانے والے جن کو جلد ہی ان کا اجر دے دیا جاتا ہے۔

غرضیکہ رمضان کے آخری عشرہ میں رحمتِ الٰہی اور مغفرت کے حصول کے بعد جہنم سے آزادی ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر دعائیں قبول فرماتا ہے اور ان ایّام میں عبادت کی بھی دوسرے ایّام کی نسبت زیادہ توفیق عطا ہوتی ہے اس لئے ان ایّام کے شروع ہوتے ہی اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنّت کی پیروی کرتے ہوئے کمر ہمت کس لینی چاہئے۔

ماہِ رمضان میں ایک بدی دور کرنے کا عزم

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں: "حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بدیوں کو ترک کرنے کے لئے ایک خاص قسم کا ماحول سازگار ہوا کرتا ہے اور یہ ماحول رمضان کے مہینہ میں بدرجہ اتم میسّر آتا ہے۔ پس لوگوں کو چاہئے کہ رمضان کے مہینہ میں اپنے نفس کا مطالعہ کر کے اپنی کسی بدی کو ترک کرنے کا عہد کریں"۔

(روزنامہ "الفضل" ۲۷ اپریل ۱۹۵۵ء صفحہ ۴)

اعتکاف اور اس کے مسائل

اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں "اللبث فی المسجد مع الصوم ونیة الاعتکاف" یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: "وعهدنا إلى ابراهيم واسمٰعيل ان طهرا بيتي للطائفين والعاكفين والركع السجود" (البقرہ: ۱۲۶)

ترجمہ: اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر (خانہ کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک اور صاف رکھو۔

آنحضرت ﷺ کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غار حرا میں یاد خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ میں اعتکاف ہی تھا۔ اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اعتکاف کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "آنحضرت ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپؐ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اسی سنت کی پیروی کرتی رہیں"۔

آنحضرت ﷺ لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ "مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔ چنانچہ صحابہؓ آپؐ کے ساتھ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے۔

اعتکاف کی میعاد

اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے، جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت ﷺ کے طرز عمل سے ثابت ہے وہ کم از کم دس دن کا ہے۔ حدیث میں ہے: حضور ﷺ ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ البتہ جس سال آپؐ کی وفات ہوئی اس سال آپؐ ۲۰ دن کا اعتکاف بیٹھے۔

اعتکاف کا آغاز

سنّت نبوی ﷺ کی پیروی میں اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں واضح طور پر ذکر ملتا ہے کہ آپؐ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ ۲۰ رمضان کی صبح کو اعتکاف میں بیٹھا جائے۔ اور عید کا چاند نظر آنے پر معتکف کا اعتکاف مکمل ہو جاتا ہے۔

روایات کے مطابق آنحضرت ﷺ نماز فجر کے بعد اپنے مُعتکَف میں قیام پذیر ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے: "رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنے مُعتکَف میں جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا چلے جایا کرتے تھے"۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ"۔

اعتکاف کی جگہ

اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے: "و اَنتم عاكفونَ في المساجِد" کیونکہ مساجد ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں اور احادیث میں مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھنے کی تاکید ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "لااعتكاف الّا فى مسجد جامع"۔

سارے آئمہ کرام اس رائے پر متفق ہیں کہ اعتکاف ایسی مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ گو مجبوری کی بناء پر مسجد کے باہر بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "مسجد سے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا"۔

تاہم جب باقاعدہ مسجد میسر نہ آئے مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ میں جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص کر لی گئی ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کی حالت کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ بندے کی نیت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے۔

عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کی رہائش کا معقول اور مناسب انتظام نہیں تو گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کیلئے زیادہ بہتر ہے۔ اعتکاف کے دوران اگر عورت کے مخصوص ایام شروع ہو جائیں تو وہ اعتکاف ترک کر دے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں رہنا درست نہیں ہوگا۔

اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہے؟

یہ ضروری امر ہے کہ عام حالات میں اعتکاف کیلئے روزہ ضروری شرط ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں

"لا اعتکاف الا بالصوم" کہ روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہے۔ آیت کریمہ "ثم اتمّوا الصّیام الی الیل ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد" کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت ﷺ یا آپؐ کے صحابہ کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور آئمہ میں سے امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔

مُعتکِف کا مسجد سے باہر جانا

معتکف کیلئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔ (یہ امر یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ کا گھر مسجد کے ساتھ ملحق تھا)۔

کلّی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے

حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنّت یعنی آنحضرت ﷺ کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے۔ نہ بیمار کی عیادت کیلئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کیلئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کیلئے باہر جاسکتا ہے۔

انسانی حاجت سے مراد کیا ہے؟ اس کا ایک مفہوم بیت الخلاء جانا ہے۔ اس مفہوم پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر محلّہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دعا میں شامل ہونے، کھانا کھانے، نماز جنازہ پڑھنے، کسی عزیز کی بیمار پرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلّی انقطاع کی کیفیت اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

تاہم بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے۔ بعض اور ضرورتوں کے لئے معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ بعض روایات سے بھی اشارۃً اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیش نظر بھی مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آنحضور ﷺ سے ملنے گئیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں اور جب وہ واپس ہوئیں تو آپؐ انہیں گھر تک پہنچانے آئے حالانکہ یہ گھر مسجد سے کافی فاصلہ پر تھا۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں: "جب بھی قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اُس کا بھی غالباً یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ مُعتکف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا: "سخت ضرورت کے وقت کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جاسکتا ہے"۔

بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجا آوری مشروط ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیش نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف بھی بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

پس مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کے طریق کے مطابق ہے اور جو حدیثوں سے ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپ ﷺ مسجد میں روزہ سے گزارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

ماہ رمضان اور صدقات

رمضان میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا بہت ثواب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں خرچ کرنے میں بخل نہ کیا کرو بلکہ اپنے نان و نفقہ پر بھی خرچ کیا کرو کیونکہ اس مہینہ میں تمہارے اپنے نان و نفقہ کا ثواب بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔ کیونکہ اس خرچ سے بھی انسان سحری اور افطاری کا انتظام کرتا ہے۔ اور یہ خرچ بھی عبادت پر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا بھی ثواب رکھا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ **یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے اور نفلی صدقہ کرنے والے کو فرض کے برابر ثواب ملتا ہے۔**

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل اور بہترین صدقہ وہ ہے جو رمضان میں خیرات کیا

جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپؐ کی سخاوت اور بھی زیادہ ہوتی تھی۔ جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے ملاقات کرنے آتے اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے رسول کریمؐ ان دنوں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے"۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم **سے جب بھی کسی نے کچھ مانگا تو آپؐ نے اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا بلکہ اسے کچھ عطا فرمایا۔**

"ایک دفعہ ایک شخص آیا تو آپؐ نے دو پہاڑوں کے درمیان وادی میں بکریوں کا پورا ریوڑ اس کے حوالے کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ اے میری قوم اسلام قبول کر لو محمدؐ اتنا دیتے ہیں کہ فقر و غربت کا ان کو خوف ہی نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک نیا جبہ پہن کر ایک مجلس میں تشریف لائے۔ ایک صحابی نے وہ جبہ آپؐ سے مانگ لیا۔ آپؐ نے اسے دے دیا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی حضورؐ سے مانگا گیا یا کوئی سوال کیا گیا آپؐ نے کبھی جواب میں "لا" نہیں فرمایا۔ یعنی کبھی آپؐ کی زبان سے "نہ" نہیں نکلی۔

صدقۃ الفطر (فطرانہ) اور اس کے مسائل

زکوٰۃ الفطر یا صدقۃ الفطر کے لئے ہمارے ہاں فطرانہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ ہر مسلمان چھوٹے بڑے پر واجب ہے حتیٰ کہ جو بچہ عید کے روز نماز عید سے پہلے پیدا ہو اس کی طرف سے بھی ادا کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ کی حکمت بھی بیان کی اور فرمایا کہ **صدقۃ الفطر روزہ دار کو لغو اور گندی چیزوں سے پاک کرنے کا ذریعہ ہے** اور مساکین کے لئے کھانے کا سامان مہیا کرتا ہے۔ جو شخص نماز عید سے قبل اسے ادا کر دے تو اس کا صدقۃ الفطر یا فطرانہ قبول ہوتا ہے اور نماز کے بعد ادا کرے تو وہ عام صدقہ ہو گا، فطرانہ شمار نہ ہو گا۔

یعنی جس طرح انسان کے گناہوں کے ازالہ کا ایک ذریعہ استغفار اور نوافل اور دوسری عبادات ہیں اسی طرح صدقہ ردّ بلا کا ذریعہ بھی ہے اور گناہوں کا کفارہ بھی کرتا ہے۔ اس لئے حضورؐ نے ایک حکمت تو یہ بیان فرمائی کہ روزہ میں انسان سے جو کوتاہی رہ جائے صدقۃ الفطر گویا اس کی تلافی کا ذریعہ ہے۔

دوسری حکمت یہ بیان فرمائی کہ غریب مسکین لوگ جن کے پاس عید کے اخراجات کے لئے کچھ رقم نہیں ہوتی انہیں عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کا یہ ایک ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا کہ صدقۃ الفطر عید سے پہلے ادا کیا جائے۔

فطرانہ کب ادا کیا جائے؟

صدقۃ الفطر رمضان کے داخل ہونے سے ہی واجب ہو جاتا ہے تاہم اس کی ادائیگی عید کی نماز سے قبل یکم شوال تک ضروری ہے۔ بہتر یہی سمجھا جاتا ہے کہ غرباء کو عید کی تیاری کے لئے پہلے فطرانہ دے دیا جائے تاکہ وہ عید کی خوشیوں میں برابر کے شریک ہو سکیں۔

حضرت ابن عمرؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ عید سے ایک یا دو دن قبل فطرانہ ادا فرمایا کرتے تھے۔

فطرانہ کی شرح

فطرانہ کے طور پر ہر کس یا فرد پر ایک صاع کھجور یا انکے برابر قیمت ادا کرنی مقرر ہے۔ صاع عربوں میں ماپ کا ایک پیمانہ ہے جس میں دو (۲) رِطل ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک صاع میں قریباً آٹھ پاؤنڈ (وزن) ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا جو ہر آزاد و غلام، ہر مرد و عورت اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان پر فرض فرمایا تھا۔ اور حکم دیا تھا کہ لوگوں کے عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے یہ ادا کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جو، کھجور، منقہ وغیرہ کا ایک صاع صدقۃ الفطر میں ہر کس کی طرف سے دیا جاتا تھا۔

حالات کے مطابق گندم کی جو قیمت ہو اس لحاظ سے ایک صاع یعنی قریباً دو سیر گندم کی قیمت کا اندازہ کر کے رقم معین کر دی جاتی ہے۔ اور اس کی ادائیگی کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

صفحہ ۲۳ سے آگے

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ اب اس خطاب کو جیسا کہ میں نے کوشش کی ہے پیش کرنے کی اور [illegible] کامیاب جی
ہو گیا ہوں۔ ختم کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سب حاضرین اور سامعین و ناظرین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
کہا اور یوں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کا یہ خطاب اختتام کو پہنچا۔

کتنی عمر کے بچے کو روزہ رکھنا چاہئے؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا بچوں کے روزے رکھنے کے بارہ میں ایک اہم ارشاد

"میں نے کچھ عرصہ پہلے اس بات پر زور دیا تھا کہ بچے روزے نہ رکھا کریں مگر اس سے غلط مطلب لے لیا گیا ہے اور بچے کی تعریف بہت لمبی کر دی گئی ہے گویا روزے حذف ہی کر دئے گئے ہیں۔

17-18 سال کی عمر کے بچے کو بھی کہتے ہیں کہ چونکہ یہ ابھی بچہ ہے۔ اس لئے روزے نہیں رکھ سکتا۔ حالانکہ روزوں کا زمانہ آٹھ نو سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے ایک دو روزے رکھے اور پھر اسی طرح ترقی کرتا جائے۔ 14-15 سال کی عمر میں تو اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ اسے ضرور روزے رکھنے چاہئیں۔

ہاں بعض بچے اس عمر میں بھی کمزور ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر ان کے متعلق سرٹیفکیٹ دے سکتا ہے کہ انہیں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ بہر حال 15-16 سال کا بچہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اکثر روزے رکھ سکے یا سارے روزے رکھے۔ 18-19 سال کی عمر میں تو اس پر بلوغت کا زمانہ آ جاتا ہے۔ اس وقت تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ وہ پورے روزے نہ رکھے۔ اگر کوئی اس میں کوتاہی کرتا ہے۔ یا کمزوری دکھاتا ہے کہ اچھے بھلے آدمی روزے نہیں رکھتے' اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ روزے رکھنے سے پیچش لگ جاتی ہے۔ حقیقت میں ان کی اپنی نیت نیک نہیں ہوتی..................."

(روزنامہ الفضل' مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۴۹ء)

تہجد

رمضان کی اصل برکت

رمضان خصوصیت کے ساتھ تہجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

"حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینے میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص کی خاطر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا- تو ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی پیدائش کی خوشخبری لے کر آتا ہے-

اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان سے گزر جائیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہو گی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دھل جائیں گے-

ایک دوسری حدیث بخاری کتاب الصوم سے لی گئی ہے "باب من فضل من قام رمضان"- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں-

ان دونوں حدیثوں میں تھوڑا سا فرق ہے- پہلی حدیث میں عبادت کا عمومی ذکر تھا جو اخلاص کے ساتھ ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے عبادت کرتا اس کی گویا کہ از سر نو روحانی پیدائش ہوتی ہے' یہاں تہجد کی نماز کا خصوصیت سے ذکر فرمایا گیا ہے جو رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں- پس رمضان خصوصیت کے ساتھ تہجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یعنی تہجد کی نمازیں یوں کہنا چاہئے خصوصیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اگرچہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھی جاتی ہیں- اور اس پہلو سے وہ سب جو روزے رکھتے ہیں ان کے لئے تہجد میں داخل ہونے کا ایک راستہ کھل جاتا ہے- کیونکہ اس کے بغیر اگر عام دنوں میں تہجد پڑھنے کی کوشش کی جائے تو ہو سکتا ہے بعض طبیعتوں پر گراں گزرے مگر رمضان میں جب اٹھنا ہے تو روحانی غذا بھی کیوں انسان شامل نہ کر لے- اس لئے اسے اپنا ایک دستور بنالیں اور بچوں کو بھی ہمیشہ تاکید کریں کہ اگر وہ سحری کی خاطر اٹھتے ہیں تو ساتھ دو نفل بھی پڑھ لیا کریں اور اگر روزے رکھنے کی عمر کو پہنچ گئے ہیں پھر تو ان کو ضرور نوافل کی طرف متوجہ کرنا چاہئے- یہ درست نہیں کہ اٹھیں اور آنکھیں ملتے ہوئے سیدھا کھانے کی میز پر آجائیں' یہ رمضان کی روح کے منافی ہے- اور جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا اصل برکت تہجد کی نماز سے حاصل کی جاتی ہے اور امید ہے کہ اس کو اب رواج دیا جائے گا' بچوں میں بھی اور بڑوں میں بھی-

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 26 جنوری 98ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل)

رمضان المبارک ۹ دسمبر ۱۹۹۹ء سے شروع ہو رہا ہے-

رمضان المبارک

(انیس احمد ندیم- نور نگر)

گلشن روحانیت میں بہار کی آمد آمد ہے- آسمان پر جنت کے دروازے کھلنے لگے اور رحمت کی بارش برسنے لگی- پاک تبدیلیوں کے آثار نظر آنے لگے- بوڑھے' بچے اور جوان سب لوگ دن رات خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہیں- تلاوت قرآن کریم کثرت سے ہو رہی ہے- کیونکہ رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو چکا ہے-

جس طرح ظاہری موسموں میں ایک بہار کا موسم ہے- اسی طرح روحانی موسم بہار ماہ رمضان ہے- کتنے خوش قسمت ہیں ہم جن کی زندگیوں میں ایک مرتبہ پھر یہ روحانی بہار آ رہی ہے-

آیئے آپ کو رمضان کے بابرکت مہینے کے بارے میں کچھ بتاتے ہیں- رمضان المبارک خدا تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے- یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہماری روحانی اور اخلاقی تربیت کے لئے بعض بدنی عبادات مثلاً نماز' روزہ اور حج فرض کی ہیں- روزہ دین حق کے بنیادی ارکان میں سے چوتھا رکن ہے- روزہ کے لئے عربی زبان میں صوم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے- جس کے معنی رکنے کے ہیں- روزہ سے مراد طلوع فجر یعنی پو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر چیزوں سے (جو عام دنوں میں جائز ہیں) اپنے آپ کو روکنا ہے- رمضان المبارک ہر سال آتا ہے اور رحمت اور برکت کی خوشبوئیں بکھیر کر رخصت ہو جاتا ہے- روزہ کو ایک اعتبار سے سالانہ اجتماعی تربیت کی حیثیت بھی حاصل ہے- کیونکہ اس مہینہ میں ہر جگہ ایک ہی وقت پر سحری اور افطاری کا بندوبست کیا جاتا ہے- اس مبارک مہینے میں جگہ جگہ لوگ اپنی روح کو گرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں سمیٹتے اور ذکر الٰہی میں مشغول نظر آتے ہیں-

رمضان کا استقبال

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اَتَاکُمْ شَھْرُ رَمَضَانَ شَھْرٌ مُبَارَکٌ" (سنن نسائی کتاب الصوم)

"(کہ سنو) تمہارے پاس رمضان کا مہینہ چلا آتا ہے- یہ مہینہ مبارک مہینہ ہے-" آنحضور ﷺ نے اس مہینہ کو خدا کا مہینہ قرار دیا ہے- کیونکہ اس مہینہ میں انسان تمام جائز ضروریات خدا تعالیٰ کے لئے ترک کر دیتا ہے اور اس مہینہ کو "مہینوں کا سردار" بھی کہا ہے- رمضان کی عبادتوں کا ثواب بھی دیگر مہینوں سے زیادہ ہے پس روزے خلوص دل اور صدق سے رکھنے چاہئیں اور تمام عبادات خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بجا لانی چاہئیں-

جنّت کے دروازوں کا کھلنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں (صحیح مسلم کتاب الصوم) اس حدیث میں آنحضور ﷺ نے روزہ دار کے لئے جنت جیسے اعلیٰ انعام کا وعدہ فرمایا ہے کیونکہ انسان کو ایسے اعمال کرنے کی تلقین کی ہے جس سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور انسان برے کاموں سے بچتا ہے-

روزہ کی جزا

ہر نیکی کا ایک بدلہ ہے جو نیکی کے معیار اور خلوص نیت کے مطابق درجہ بدرجہ ملے گا- مگر صرف روزے ہی ایسی عبادات ہیں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں خود اس کا بدلہ ہوں یعنی اس کا خدا تعالیٰ سے ایک اعلیٰ قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا مددگار بن جاتا ہے-

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے- کیونکہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا ہوں- (صحیح بخاری' کتاب الصوم)

رمضان کے مسائل

آنحضرت ﷺ نے امت مسلمہ کو ہر ایک چیز کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا ہے- رمضان کب شروع کریں اور کس طرح گزاریں ؟ اس کے متعلق بھی بے شمار تفصیلات موجود ہیں-

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم رمضان کا چاند دیکھ لو تو روزے رکھنا شروع کیا کرو اور جب نیا چاند دیکھو تو روزے رکھنا چھوڑ دو- (صحیح بخاری کتاب الصوم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بھول جائے اور روزہ کی حالت میں کچھ کھا پی لے تو وہ اپنے روزہ کو شام تک پورا کرے- کیونکہ یقیناً اللہ نے ہی اسے کھلایا اور پلایا ہے- (صحیح بخاری' کتاب الصوم)

سحری کے آداب

سحری ایک بابرکت کھانا ہے جس کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ سراسر برکت ہی ہے- اس سے صبح اٹھنے کی عادت پختہ ہوتی ہے اور انسان عبادات الٰہی کے لئے خدا کے حضور اپنی عاجزانہ دعائیں پیش کر سکتا ہے- آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کے کھانے میں برکت ہے- (صحیح بخاری کتاب الصوم)

رمضان اور افطاری

بعض اوقات خاص دعا کے لئے ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں- افطاری کے وقت خدا تعالیٰ دعائیں زیادہ قبول فرماتا ہے- چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی جانے والی دعا ایسی ہے جو رد نہیں کی جاتی- (سنن ابن ماجہ' ابواب الدعوات)

نماز تہجد

جو رمضان میں عبادت خدا تعالیٰ کے لئے بجا لاتا ہے خدا تعالیٰ اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیتا ہے- اور یہ وقت ایسا مبارک ہے کہ خدا تعالیٰ کی بخشش اور رحمت جوش مار رہی ہوتی ہے-

آنحضرت ﷺ نے فرمایا' خدا تعالیٰ فرماتا ہے "کون ہے جو مجھے پکارے تا کہ میں اس کی دعا قبول کروں- کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تا کہ میں اس کو عطا کروں کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تا کہ میں اسے بخش دوں- (صحیح بخاری کتاب التوحید)

رمضان - قرآن کی سالگرہ

رمضان کا مہینہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا اس لحاظ سے ماہ رمضان قرآن

کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔زیادہ سے زیادہ تلاوت کے ذریعہ ہم اس سالگرہ کا حق زیادہ ادا کر سکتے ہیں کیونکہ آنحضور ﷺ کو بھی جبریل رمضان کی رات قرآن کریم کا دور مکمل کرواتے تھے۔

رمضان کاآخری عشرہ

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کاآخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ اپنی کمر ہمت کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے (صحیح بخاری، کتاب الصوم)

پھر رمضان کی ایک خاص عبادت جو معراج کو پہنچتی ہے وہ اعتکاف ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی آخری راتوں میں اعتکاف کرتے اور مسجد نبوی میں گوشہ نشین ہو کر علیحدگی میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔

رمضان اور لیلۃ القدر

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ! اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں فرمایا کہ تو یہ دعا کر

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

"اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے والے کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے بھی بخش دے اور معاف فرما۔"(جامع ترمذی کتاب الدعوات)

یہ رات ایسی ہے جس کو قرآن نے ہزار راتوں سے بھی بہتر قرار دیا ہے۔ خدا کرے یہ لیلۃ القدر ہم سب حاصل کرنے والے ہوں اور آنے والے رمضان کی برکات سے صحیح رنگ میں مستفید ہوں۔آمین

(اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

محبت الٰہی کے لئے دعا

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : کَانَ مِنْ دُعَآءِ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ : اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام یوں دعا مانگا کرتے تھے۔

"اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں۔اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 29۔اکتوبر 99ء کو احباب جماعت کو یہ دعا اصل عربی الفاظ میں یاد کرنے کی تحریک فرمائی ہے

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

کلام محمود

امسال (۳۳۶۱) نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ، (۱۵۲۲) مساجد کا اضافہ، (۱۰۴) ممالک سے (۲۳۱) قوموں کے ایک کروڑ آٹھ لاکھ بیس ہزار سے زائد افراد کی جماعت احمدیہ میں شمولیت۔

کینیا، تنزانیہ، سیرالیون، سینیگال، بینن، ٹوگو، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، گنی بساؤ، فرانس، نائیجیریا اور پاکستان کے متفرق ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

تحریکِ وقف نو میں شامل ہونے والوں کی کل تعداد اب تک (۱۹۱۴۳) ہوچکی ہے۔

لازمی چندہ جات اور خصوصی تحریکات کا مجموعہ دو کروڑ پچیس لاکھ بہتّر ہزار پاؤنڈز ہے

خدا تعالیٰ کے فضل سے بیعتوں میں غیر معمولی اضافہ کے ساتھ مالی لحاظ سے بھی حیرت انگیز اضافہ ہو رہا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس سے خطاب کا خلاصہ)

(قسط نمبر ۴)

(اسلام آباد، ٹلفورڈ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:-

کینیا: کینیا میں دورانِ سال ۱۱۳/ مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے جن میں سے ۵۲ مقامات پر باقاعدہ نظام جماعت قائم ہو چکا ہے۔

☆......امسال ۲۷ مساجد کا اضافہ ہوا ہے جس میں سے ۲۱/ نئی تعمیر ہوئی ہیں اور ۶/ بنی بنائی ملی ہیں۔ ۳/ تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا ہے۔ اب ایسے مراکز کی کل تعداد ۲۷/ ہو گئی ہے۔ دورانِ سال ۸/ مقامات پر مساجد و تبلیغی مراکز کے لئے قطعاتِ زمین بھی خرید لئے گئے ہیں۔ کینیا گزشتہ چند سالوں سے غیر معمولی طور پر آگے بڑھ رہا ہے۔

☆......ان کی صرف امسال کی بیعتوں کی تعداد دس لاکھ، تین صد اٹھاسی تک پہنچ چکی ہے اور یہ کینیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک ہی سال میں تعداد اتنی بڑھی ہے کہ گزشتہ سو سالوں میں کُل تعداد بھی اتنی نہیں ہو سکی بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہ ہو سکی تھی۔

☆......گزشتہ سال بھی خدا کے فضل سے نو مبائعین کی تعداد دو لاکھ، تین ہزار تک پہنچی تھی لیکن امسال تو دس لاکھ تین صد اٹھاسی تک پہنچ چکی ہے۔

امیر صاحب کینیا بیان کرتے ہیں: تنزانیہ کے بارڈر کے ساتھ ساتھ بالکل نئے علاقوں میں جماعت کو خدا کے فضل سے بہت ترقی ملی ہے۔ خصوصاً "کوریا" قوم میں اور "مابیرا" کے علاقہ میں۔

مابیرا ایک چھوٹا قصبہ ہے۔ وہاں پر ایک نو مبائع نے مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے اپنے سارے خاندان کی طرف سے جماعت کو پلاٹ دیا تھا تاکہ جماعت ان کی تربیت کے لئے وہاں مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر کر لے۔ خدا کے فضل سے امسال وہاں مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر کر لئے گئے ہیں اور باہر سڑک پر احمدیہ مسلم مشن اور احمدیہ مسجد کا خوبصورت سا بورڈ آویزاں کر دیا گیا ہے۔

امیر جماعت کینیا مزید بیان کرتے ہیں:-

نیروبی سے تقریباً ۸۰/ کلو میٹر دور ایک قصبہ قادیان کہلاتا ہے۔ گزشتہ سال وہاں پہلی بار جماعت بنی تھی۔ اس سے پہلے وہاں احمدی مسلمان تو در کنار عام مسلمان بھی شاذ شاذ پائے جاتے تھے۔ مثلاً پرائمری سکول میں بچوں کی تعداد آٹھ سو کے قریب تھی جن میں سے صرف چار بچے مسلمان تھے، باقی سب عیسائی یا بت پرست تھے۔ اب خدا کے فضل سے اس علاقہ میں ہماری تقریباً ۲۶/ جماعتیں ہیں۔ ایک مرکزی مبلغ ہے۔ چار معلّمین ہیں اور دس کے قریب داعی الی اللہ ہیں۔ اس سارے علاقے میں خدا کے فضل سے تیس ہزار کے قریب احمدی ہو چکے ہیں۔

امسال قادیان ٹاؤن میں ایک بہت خوبصورت مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے جو اس سارے علاقے کی پہلی مسجد ہے۔ بالکل برلبِ سڑک ہے۔ باہر سڑک پر احمدیہ مسجد کا بورڈ بھی لگا ہوا ہے۔ مسجد کی تعمیر کو دیکھ کر وہاں کے بعض پادریوں نے بہت مخالفت کی مگر خائب و خاسر رہے۔

فیض احمد صاحب مبلغ کینیا بیان کرتے ہیں کہ دورانِ سال خدا کے فضل سے کوسٹ پراونس کے علاقہ میں غیر معمولی ترقیات نصیب ہوئیں اور بیعتیں ہزاروں سے بڑھ کر لاکھوں میں داخل ہو گئی ہیں۔ بے شمار نئی جگہوں پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ احمدیت کی شہرت شہروں اور قصبات سے نکل کر دور دراز کے جنگلوں میں بھی جا پہنچی ہے۔ اب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ جس علاقہ سے بھی جماعت احمدیہ کی گاڑی گزرتی ہے اسے دیکھ کر تکبیر کے فلک بوس نعرے لگتے ہیں۔

فیض احمد زاہد صاحب لکھتے ہیں کہ ماگومانی کا علاقہ جماعت کا شدید مخالف تھا۔ جماعت کے مبلغین نے کوشش کی کہ کسی طرح سے اس علاقہ میں احمدیت کا نفوذ ہو جائے مگر لوگوں کے دل اس قدر سخت تھے کہ وہ جماعت کے مبلغین کی کوئی بات بھی سننے کو تیار نہ تھے۔ امسال اللہ تعالیٰ نے اس علاقہ میں تائید و نصرت کی بارش نازل فرمائی ہے۔ ایک سال قبل اس علاقہ میں ایک معلّم احمدی ہوئے تھے اور وہ آہستہ آہستہ وہاں احمدیت کے نفوذ کی کوشش کرتے رہے۔ ایک دن وہاں کے ایک غیر احمدی معلّم فیض صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ ان کو ماگومانی کے سرکردہ لوگوں نے بھجوایا ہے کہ آپ کو اپنے علاقہ میں آنے کی دعوت دی جائے۔

چنانچہ ہمارے مبلغ نے پروگرام طے کر کے ان کو اطلاع بھجوا دی کہ ہم فلاں تاریخ کو آپ کے پاس آئیں گے۔ وہاں پہنچنے پر یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ سب لوگ جماعت احمدیہ کے مبلغ کے استقبال کے لئے کھڑے ہیں اور کھلے دل سے اھلاً و سھلاً و مرحبا کہہ رہے ہیں۔ تبلیغی پروگرام کو بہت ہی منظم طریق سے ترتیب دیا گیا۔ اس پروگرام میں کئی چیف، چیئرمین اور علاقہ کے کونسلر بھی شامل تھے۔ اسی طرح دو سنّی معلّمین سمیت پانچ ہزار سے زائد لوگ احمدیت میں داخل ہوئے اور تمام سرکردہ افراد نے یہ اعلان کیا کہ اب ماگومانی کا علاقہ احمدیہ جماعت کے نام سے ہی یاد کیا جائے گا۔

زومبو کے علاقہ میں مسجد کی تعمیر کا دلچسپ واقعہ

یہ بہت دور دراز علاقہ ہے اور رہن سہن بہت کٹھن ہے۔ یہ علاقہ پکّی سڑک سے اٹھارہ کلو میٹر دور ہے، کچا راستہ ہے۔ گاڑی کا وہاں پہنچنا بھی مشکل ہے۔ اس جماعت کے احباب کو تحریک کی گئی کہ وہ مسجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ جماعت کی طرف سے صرف مستری کو تنخواہ دی جائے گی، باقی سارا کام وقارِ عمل کے ذریعہ کرنا ہو گا۔ تمام احباب نے بڑی خوشی سے حصہ لیا۔ چنانچہ خدا کے فضل سے مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ بعض دفعہ بلاکس کو جو کہ مسجد کی تعمیر کے لئے ممباسہ سے لائے جاتے ہیں۔ مسجد سے بہت دور اتارنا پڑتا ہے۔ پھر تمام خدام، اطفال اور انصار اُن بھاری بلاکس کو اپنے سروں پر اٹھا کر مسجد تک لاتے اور بڑی خوشی سے یہ کام کرتے ہیں۔ لجنات مسجد کی تعمیر کے لئے پانی لے کر آتی ہیں کیونکہ کنواں بھی وہاں سے بہت فاصلہ پر ہے۔ چھوٹے بچوں کو کمر پر باندھ کر سر پر پانی کا گیلن اٹھا اٹھا کر لاتی ہیں۔ الحمد للہ کہ اب وہ مسجد بہت کم لاگت پر مکمل ہو چکی ہے۔

تنزانیہ:

امسال تنزانیہ میں:-

☆......۵۴ر مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا جن میں ۲۸ر میں نظام جماعت قائم کر دیا گیا ہے۔

☆......گزشتہ چند سالوں سے اس ملک میں بیداری کی لہر ہے اور نئے نئے علاقے فتح ہو رہے ہیں۔ ایسی عظیم رَو چلی ہے کہ اب تک پانچ لاکھ سے زائد بیعتیں ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تنزانیہ کے امیر و مشنری انچارج لکھتے ہیں کہ Kibeti کے علاقہ میں واتڈن کیلیکو قوم آباد ہے۔ جہاں پر جماعت کا پیغام تو پہلے پہنچ چکا تھا لیکن احمدیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اس سال تقریباً اسّی ہزار نئی بیعتیں اس علاقہ سے ہو چکی ہیں۔

صوبہ مورو گورو میں اِفکارا کے علاقہ میں واپولو گو قبیلہ آباد ہے۔ اس قبیلہ میں گنتی کے چند احمدی تھے۔ اس سال تئیس ہزار کے قریب نئے احمدی ہو چکے ہیں۔

بعض نئی قوموں کی شمولیت

ٹاریمے تنزانیہ سے کینیا جاتے ہوئے آخری شہر ہے۔ اس علاقہ میں "کوریا قوم" آباد ہے جن تک اسلام کا پیغام جتنی دیر سے پہنچا ہے اتنی ہی تیزی سے احمدیت میں داخل ہو رہی ہیں۔ اب تک ایک لاکھ سے زائد بیعتیں ہو چکی ہیں اور سات معلّمین علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔

جون ۹۹ء میں علاقہ ازازی میں پہلی بار احمدیت کا پیغام پہنچا۔ رابطہ اور تعارف کے بعد وہاں پر جنریٹر کی مدد سے ایم۔ٹی۔اے کا انتظام کر دیا گیا۔ تبلیغی پروگرام اور مجالس سوال و جواب ہوئیں۔ اللہ کے فضل سے اس گاؤں اور علاقہ کے تمام افراد نے لوکل امام اور نمبردار سمیت جماعت میں شامل ہونے کا اعلان کیا اور تین ہزار دس بیعتیں ریکارڈ ہوئیں۔

سیرالیون:

سیرالیون میں وہاں کے دگرگوں اور انتہائی تکلیف دہ حالات کی وجہ سے صرف دو ماہ کام ہو سکا ہے۔ اس مختصر عرصہ میں بھی:-

☆......۴۳ر نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

☆......اب جماعتوں کی مجموعی تعداد ۱۷۸۲ر ہے۔

☆......مساجد میں ۱۹ر کا اضافہ ہوا ہے جو بنی بنائی ملی ہیں۔ سیرالیون کی احمدیہ مساجد کی کُل تعداد اب ۱۲۲۶ر ہو چکی ہے۔

خاص حفاظت الٰہی اور نصرت کے خاص واقعات

ہارون جالو صاحب مبلغ سیرالیون اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص حفاظت اور نصرت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:-

"جب مکینی پر قبضہ کرنے کے لئے باغیوں اور حکومت میں جنگ جاری تھی تو ایک رات خاکسار تہجد کی نماز کے لئے اٹھا۔ وضو کر کے نماز تہجد شروع کی۔ ۲۰، ۲۵ منٹ کے بعد میرے بستر پر تکیہ کے قریب جہاں میں پہلے سویا ہوا تھا اور سر رکھا ہوا تھا وہاں آکر گولی لگی اس طرح خدا تعالیٰ نے تہجد کی برکت سے مجھے بچایا۔ اُسی دن میں نے فیصلہ کر لیا کہ مکینی سے مع اہل و عیال چلا جاؤں۔ چنانچہ ہم نے وہاں سے بیس میل دُور جا کر ایک گاؤں میں پناہ لی۔ باغیوں نے وہاں بھی حملہ کیا اور سب کچھ لوٹ لیا۔ گو صرف بدن کے کپڑے بچے مگر عزتیں اور جانیں بچ گئیں۔ ہم پھر واپس مکینی چلے گئے اور پانچ ماہ تک مکینی میں مقیم رہے۔ پورا شہر باغیوں کے قبضہ میں تھا۔ مشکل سے ایک وقت کا کھانا ملتا تھا۔ اکثر وقت بھوکا رہ کر گزارہ کیا"۔

حضور نے فرمایا کہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے ان کی ہر قسم کی ضرورت پوری کر دی ہے اور سب بہت خوش ہیں۔

عبدالکریم صاحب بنکورا لوکل معلم کو باغیوں نے ۶ر جنوری کو پکڑ لیا اور کثیر تعداد میں لوگوں کو سامان اٹھوا کر پیدل مشاکا لے گئے جو فری ٹاؤن سے چالیس میل ہے۔ وہاں جا کر انہوں نے کہا کہ لائن بنانی شروع کرو، تمہیں اُجرت ادا کرنی ہے اور پہلے چالیس افراد کو کہا کہ تم آگے آؤ۔

حضور نے فرمایا یہ واقعہ خاص خدا کا اعجازی نشان ہے۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھی رونما ہوا ہے، اسے ایک اتفاقی حادثہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اُن سب کو تھوڑی دور لے گئے اور گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ ہمارے معلم کا نمبر ۴۱واں تھا۔ اس وقت باغیوں کے لیڈر نے پوچھا کہ تم میں سے کون ہے جو کل ہمیں جمعہ پڑھائے۔ ہمارے معلّم جن کا نمبر ۴۱ تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں احمدیہ جماعت کا مبلغ ہوں۔ میں جمعہ پڑھاؤں گا۔ اس پر ان کو اور دوسرے سب لوگوں کو چھوڑ دیا۔ دوسرے دن ہمارے معلم صاحب نے خطبہ جمعہ امن اور بھائی چارے کے عنوان پر دیا جس کا باغیوں کے سردار پر بہت اثر ہوا اور اس نے خوش ہو کر معلم صاحب کو بیس ہزار لیون دئے۔ ہمارے معلم صاحب ایک دو دن بعد موقع پا کر یہاں سے نکل آئے اور ۹ دن پیدل چلنے کے بعد فری ٹاؤن پہنچے۔

حضور نے فرمایا اسی قسم کا ایک واقعہ ایک احمدی طالبعلم کے ساتھ ہوا ہے۔ سیرالیون میں یونیورسٹی کے احمدی طالبعلم محمود کوکا صاحب کو باغیوں نے پکڑ لیا۔ بعض دوسرے سویلین کے ساتھ ایک قطار میں کھڑا کر دیا اور باری باری ہاتھ کاٹنے شروع کر دیئے اور ہر آدمی سے پوچھتے جاتے تھے کہ کہاں سے ہاتھ کٹوانا ہے۔ آدمی بے چارہ جس جگہ سے کہتا تھا وہاں سے اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ آٹھ آدمیوں کے ہاتھ کاٹ دیئے۔ احمدی طالبعلم کا نواں نمبر تھا۔ جب ان کی باری آئی تو یکدم باغیوں کے ساتھی نے آواز دی کہ کمانڈر کہتا ہے کہ ہاتھ مت کاٹو۔ تمہیں ہاتھ کاٹنے کا کس نے کہا ہے۔ چنانچہ کمانڈر کے حکم پر باقی لوگوں کے ہاتھ نہ کاٹے گئے۔ اس طرح محمود کوکا صاحب کو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص حفاظت میں رکھتے ہوئے بچا لیا اور ان کے پیچھے جتنے لوگ کھڑے تھے وہ بھی خدا کے فضل سے ان کی برکت سے بچ گئے۔

سیرالیون کے کے ایک لوکل معلم الفا کروما صاحب مشاکا میں متعین ہیں۔ ان کا پورا قصبہ جلا دیا گیا۔ وہ بتاتے ہیں کہ زندگی کا کوئی امکان نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف احمدیت کے صدقے حفاظت فرمائی۔ باغیوں سے بچ نکلے تو سی۔ڈی۔ایف (حکومت کی لوکل فورس) نے پکڑ لیا کہ تم باغی ہو۔ میں نے بتایا کہ میں احمدیہ جماعت کا مبلغ ہوں۔ انہوں نے ثبوت مانگا جو نہیں تھا۔ اس پر مجھے مار دینے کی دھمکی دی۔ میں نے کہا کہ صرف رسید بک ثبوت کے طور پر ہے وہ پیش کر سکتا ہوں۔ رسید بک جو دکھائی گئی تو اس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

وہ مزید بتاتے ہیں کہ تھوڑے حالات ٹھیک ہوئے تو عیسائیوں نے گاؤں گاؤں جا کر لوگوں سے ہمدردی شروع کی اور کہا کہ دیکھو صرف عیسائی مذہب تمہارے پاس آیا ہے اور کوئی آپ کو پوچھنے نہیں آتا۔ یہ خبر جب احمدی مبلغ کو ملی تو انہوں نے بھی بڑے مشکل حالات کے باوجود سارے علاقہ کا دورہ کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے ہاتھ سے جو مسلمان تھے انہیں عیسائی ہونے سے بچا لیا۔

سینیگال:

دورانِ سال سینیگال میں

☆......۱۶۲ر مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا جن میں سے ۱۲۷ر مقامات پر نظام جماعت قائم ہو چکا ہے۔ ۴۳ر مساجد کا اضافہ ہوا ہے۔ ۱۵ر نئی تعمیر کی گئی ہیں اور ۲۸ر بنی بنائی عطا ہوئی ہیں۔

☆......انہوں نے دورانِ سال اماموں کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ ۳۷ر تربیتی کلاسز اور ریفریشر کورسز کا انعقاد ہوا جس میں ۲۴۵ر اماموں اور اساتذہ نے تربیت حاصل کی۔ اس سال کی بیعتوں کی تعداد پانچ لاکھ ساٹھ ہزار سے بڑھ چکی ہے۔

واقعات کے ضمن میں امیر صاحب سینیگال لکھتے ہیں:-

سینیگال کے علاقہ "لُوگا" میں احمدی نہ تھے۔ لُوگا کا ایک استاد جو پہلے ایک گاؤں "فِسل" میں پڑھاتا تھا، لُوگا سے فِسل آیا تا کہ اپنے پرانے جاننے والے لوگوں سے ملاقات کرے۔ جب وہ فِسل پہنچا تو وہاں ایک احمدی استاذ بچوں کو پڑھا رہا تھا اور اس دوران فِسل کے لوگ احمدی ہو چکے تھے۔ اس نے فِسل کے احمدی استاذ سے پوچھا کہ آپ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ ہم خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ وہ چند دن وہاں ٹھہرا اور جماعت کے بارے میں تمام معلومات حاصل کیں اور وہیں بیعت کر لی اور کہا کہ آپ لُوگا کے علاقہ میں جا کر وہاں بھی تبلیغ کریں۔ چنانچہ اس کی تبلیغ سے پچاس سے زیادہ گاؤں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اس طرح خدا سلسلہ دار یہ سلسلہ آگے بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔

سینیگال کا ایک علاقہ جو دو سو کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے اس علاقہ میں کوئی احمدی نہ تھا۔ بہت کوششیں کیں کہ اس علاقہ میں جماعت کا پودا لگ جائے لیکن تمام تر کوششوں کے باوجود کامیابی نہ ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ یہ سارے نام میں اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ اب یہ مولوی ساری دنیا میں پراپیگنڈہ کریں گے کہ جھوٹ ہے نہ کوئی ایسا گاؤں ہے نہ کوئی ایسی جگہیں ہیں، یہ سب فرضی قصے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ نام میں نے بتا دیئے، ان مولویوں اور ان کے چیلوں کا کام ہے کہ ایک ایک جگہ جا کر دریافت کر کے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ خدا کے فضل سے ان بیانات میں ایک ذرہ بھی جھوٹ نہیں۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں تبلیغ اور خدمتِ خلق کے دوران اس علاقہ میں کونگل کے قریب ایک گاؤں "دارو بمبارا" میں رکے تو اس گاؤں کا استاذ دوڑتا ہوا آیا اور پوچھنے لگا کہ آپ لوگ کون ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم احمدی مسلمان ہیں تو وہ استاذ کہنے لگا کہ میں بھی احمدی ہوں۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کیسے احمدی ہیں۔ تو اُس نے بتایا کہ میں نے گاؤں جاکوٹی بیعت کی تھی۔ کیا آپ منور کو جانتے ہیں۔ امیر صاحب نے کہا میں ہی منور ہوں تو اُس نے اِس خواہش کا اظہار کیا کہ

اس علاقہ میں معلمین بھجوائیں چنانچہ دو معلمین کو وہاں بھجوایا گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ کے فضل و کرم سے اس علاقہ میں ڈیڑھ صد سے زائد گاؤں احمدیت میں داخل ہوئے۔

امیر صاحب سینیگال مزید تحریر کرتے ہیں کہ چند سال قبل جب خاکسار سینیگال کے قصبہ کسانار میں دورہ پر گیا تو ایک احمدی دوست نے بتایا کہ اس کا ایک ماموں جو غیر مسلم ہے اُس کے گاؤں چلیں۔ چنانچہ ہم اس کے گاؤں گئے۔ تبلیغ کرنے پر اس نے بتایا کہ اُس نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک غیر ملکی کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوگا۔ چنانچہ آج میں اسلام میں داخل ہوتا ہوں۔ بعد ازاں اس کا سارا گاؤں اس کی متابعت میں احمدیت میں داخل ہو گیا۔ امسال جب ایک مبلغ کو اس علاقہ میں دو جلسوں کے انتظام کے لئے بھجوایا گیا تو اس نے اصرار کیا کہ پہلا جلسہ میرے ہی گاؤں میں ہو گا اور کسی گاؤں میں نہیں ہو گا۔ چنانچہ ہم نے پہلا جلسہ اس نو مسلم کے گاؤں میں کیا۔ یہ شخص بہت غریب ہے لیکن جماعت کے ساتھ بہت محبت ہے۔ اپنی گائیوں میں سے سب سے بڑی گائے جلسہ میں آنے والے مہمانوں کی ضیافت کے لئے پیش کی اور تاکیداً یہ کہا کہ کسی کو یہ پتہ نہ چلے کہ یہ گائے کس نے دی ہے۔

ڈاکٹر عمر بلاۓ ایک مذہبی لیڈر ہے جس نے عرب ممالک سے دینیات میں تعلیم حاصل کی، مخالفوں کا ایجنٹ ہے۔ وہ سینیگال کے ریجن کولڈا میں جماعت کی مخالفت میں پیش پیش ہے۔ اُس نے کولڈا ریجن میں جماعت کے خلاف کئی اجتماعات کئے۔ ایف۔ ایم ریڈیو پر جماعت اور بانی جماعت کے خلاف تقاریر کیں۔ خدا تعالیٰ نے اُس کے منہ سے ایسے الفاظ نکلوائے جو اب اس کی ذلت اور رسوائی کا موجب بن رہے ہیں مثلاً یہ اعتراض کیا کہ جماعت احمدیہ کا قبلہ کعبہ نہیں بلکہ برطانیہ ہے۔ اب یہ ایک ایسا کھلا جھوٹ تھا جسے کسی نے تسلیم نہ کیا۔ چنانچہ اس علاقہ میں جماعت کی طرف سے پانچ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں جن کا قبلہ وہی قبلہ ہے جو سب مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ پس اسی وجہ سے اس کے اس دعویٰ کے نتیجہ میں لوگوں نے اسے جھوٹا کہہ کے اس کی کوئی بات نہ مانی اور یہ سارا علاقہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی آغوش میں آ گیا ہے۔

بینن:

حضور نے فرمایا بینن سے متعلق ایک خطبہ جمعہ میں یہ ذکر کیا تھا کہ بینن ایک چھوٹا سا ملک ہے جہاں احمدیوں کی تعداد میں ہر سال چند سو اضافہ ہوا کرتا تھا۔ ان کو جب سال کا پانچ ہزار کا منصوبہ دیا گیا تو کچھ گھبرا بھی گئے مگر پورے توکل کے ساتھ اور اطاعت کی روح کے ساتھ اس منصوبہ کو قبول کر لیا۔ انہوں نے بکثرت مسجدیں بنائیں اور آئمہ کی طرف خصوصی توجہ دی۔ وہاں سے امسال پہلی خوشخبری تو یہ ملی کہ پانچ ہزار کو ہم بڑا سمجھ رہے تھے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس علاقہ سے ۳۵؍ ہزار افراد مہیا کر دئے ہیں۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ملک میں بیعتوں کی تعداد ایک لاکھ ۵۴؍ ہزار ۳۶۵ تک پہنچ چکی ہے۔

حافظ احسان سکندر صاحب امیر جماعت بینن بیان کرتے ہیں کہ جب خاکسار نے نارتھ کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے جانے کا پروگرام بنایا تو مجھے وہاں کے بعض احباب جماعت کی طرف سے پیغام ملا کہ نہ آئیں۔ مخالفین کہتے ہیں کہ اگر ہم نے تبلیغ کی تو کوئی بھی زندہ واپس نہیں جائے گا۔ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے انہیں پیغام بھیجا کہ خدا اور اس کے رسول ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم وہاں آئیں گے وہ ہمیں مار بھی دیں گے تو ہم شہید ہوں گے اور یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے۔ چنانچہ ہم وہاں پہنچے اور سب سے پہلے شہر کے اس سرکردہ شخص کے پاس پہنچے جو ہمیں مارنے کی دھمکیاں دے رہا تھا اور اپنے آنے کا مقصد بتایا کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ کس طرح ہم سب متحد ہو سکتے ہیں۔ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ان پیشگوئیوں کے بارہ میں بتانا چاہتے ہیں جو آپ نے مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بارہ میں بیان فرمائی ہیں اور نظامِ خلافت کے بارہ میں بھی بتانا چاہتے ہیں جو مسلمانوں کی یکجہتی کی ضمانت ہے۔ وہ شخص جو ہمیں مارنے کے لئے کہہ رہا تھا ہماری باتیں سُن کر رات گیارہ بجے شہر کے امام کے گھر گیا اور اسے یہ ہدایت دی کہ وہ ہمیں تبلیغ کرنے کی اجازت دے۔ اس نے امام کو یہ بھی ہدایت کی کہ وہ لوگوں کو بلائے اور بتائے کہ احمدی لوگ آئے ہیں۔ وہ آکر ان کی تقریر سنیں اور اسلامی کتب کی نمائش دیکھیں۔ وہ جو ہمیں مارنے کے لئے پروگرام بنا رہے تھے۔ اگلے دن انہوں نے خود ہمارے کھانے اور رہائش کا انتظام کیا۔ اس علاقہ میں تبلیغی پروگرام شروع ہوا اور اللہ کے فضل سے ۲۵؍ ہزار بیعتیں ہوئیں۔

ٹوگو:

یہ ملک بینن کے ماتحت ہے۔ ٹوگو ان ممالک میں سے ہے جہاں امسال پہلی مرتبہ عظیم الشان کامیابیوں کے نئے میدان جماعت کو عطا ہوئے ہیں۔

ٹوگو کو امسال جو ٹارگٹ دیا گیا تھا وہ پندرہ ہزار کا تھا۔ جب انہوں نے پندرہ ہزار مکمل کیا تو تحریک کی گئی کہ اسے ڈبل کریں اور تیس ہزار تک پہنچیں۔ انہوں نے جلد ہی تیس ہزار کا مطمح نظر حاصل کر لیا۔ پھر لکھا گیا کہ اب آپ کو پچاس ہزار کرنا ہے۔ جب انہوں نے پچاس ہزار مکمل کر لیا تو تحریک کی گئی کہ اب آپ نے ایک لاکھ سے آگے بڑھنا ہے۔ الحمد للہ کہ آخری خبریں آنے تک یہ ایک لاکھ سے آگے بڑھ چکے ہیں اور ان کی بیعتوں کی مجموعی تعداد ایک لاکھ دس ہزار ۷۶۵ ہے۔

بنگلہ دیش:

بنگلہ دیش میں بھی امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیداری کی لہر ہے۔ مختلف جگہوں سے غیر از جماعت دوستوں کے قافلے بسوں کے ذریعہ جماعت کے مرکز ڈھاکہ پہنچ رہے ہیں۔ وہاں ایک دو روز قیام کرتے ہیں، سوال و جواب کی مجالس ہوتی ہیں۔ ایک بڑی تعداد ان میں سے بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق پا رہی ہے۔ جو داخل ہو رہے ہیں وہ اخلاص اور ایمان میں بہت جلد جلد ترقی کر رہے ہیں۔

میر محمد علی صاحب امیر بنگلہ دیش لکھتے ہیں:۔

امسال عید الاضحیٰ کے موقع پر غرباء میں قربانیوں کا گوشت تقسیم کیا گیا تو ایک مقامی مولوی صاحب نے صرف یہ دیکھ کر بیعت کر لی۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے پیروں، فقیروں کے لئے بکریاں پیش کرتے ہو اور احمدیہ جماعت غریبوں کی خدمت میں بکریاں پیش کر رہی ہے۔ پس یہی سچی جماعت ہے۔

بنگلہ دیش سے انگور الزمان صاحب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ۹۸ء کے آغاز میں بیعت کر لی۔ اس کے بعد انہوں نے خدا سے دعا کی کہ خدایا تیرے علم میں ہے کہ میرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہو کر فوت ہو گیا ہے۔ اب میرے ہاں صرف ایک ہی بچی ہے۔ گزشتہ بارہ چودہ سال سے ہمارے ہاں اور کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ میں تجھے احمدیت کی سچائی کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ مجھے نرینہ اولاد عطا فرما۔ اس کے بعد ان کی اہلیہ حاملہ ہوئیں۔ انگور الزمان صاحب نے بیوی سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اب لازماً تمہارے ہاں بیٹا ہو گا کیونکہ حمل کا ٹھہرنا ہی قبولیتِ دعا کا نشان ہے۔ چنانچہ امسال فروری میں خدا تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹے سے نوازا ہے۔

انڈونیشیا:

☆......انڈونیشیا میں امسال پندرہ نئے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے اور ان تمام مقامات پر نظامِ جماعت قائم ہو چکا ہے۔ امسال وہاں دس مساجد کا اضافہ ہوا ہے جن میں سے آٹھ نئی تعمیر ہوئی ہیں اور دو بنی بنائی عطا ہوئی ہیں۔ چار تبلیغی اور تنظیمی مراکز کا اضافہ ہوا ہے جس کے ساتھ ایسے مراکز کی کُل تعداد اب ۱۰۳ ہو گئی ہے۔

☆......انڈونیشیا کی جماعت اللہ کے فضل سے تبلیغ اور تربیت اور دوسرے پروگراموں میں غیر معمولی رفتار سے آگے بڑھنے کی توفیق پا رہی ہے۔ امسال ان کی بیعتوں کی تعداد ۲۳؍ ہزار ۳۱۲ ہے۔

☆......ایم۔ٹی۔اے کے تعلق میں انہوں نے نمایاں کام کیا ہے۔ اس وقت تک ۹۶ ڈش انٹینے لگا چکے ہیں۔ انہوں نے کثرت سے ایم۔ٹی۔اے کے لئے پروگرام تیار کر کے بھجوائے ہیں اور اب تک ۳۶۰ پروگرام نشر ہو چکے ہیں۔

☆......خدمتِ خلق کے کاموں میں بھی بہت نمایاں ہیں۔

گنی بساؤ

حضور انور نے فرمایا کہ ہر ملک میں نو احمدی اخلاص سے آگے بڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثابت قدمی دکھا رہے ہیں۔

امیر صاحب گنی بساؤ تحریر کرتے ہیں کہ ساؤتھ ریجن میں ایک دوست الحسن دین سامبو احمدیت قبول کرنے کے بعد ایک نڈر اور پُر جوش داعی الی اللہ کے طور پر خدمتِ دین کی توفیق پا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایمان اور اخلاص میں نمایاں ترقی کی ہے۔ یہ مقامی عادات و بدعات کے سخت مخالف ہیں۔ ایک دن تبلیغ کے دوران ان کو مخالفین نے پکڑ لیا اور مارنا شروع کیا۔ یہ بتاتے ہیں کہ جب وہ مجھے اٹھا اٹھا کر نیچے مارتے تھے تو میں صرف اشهد ان لآ اله الاّ اللّٰه و اشهد أن محمداً رسولُ اللّٰه ہی پڑھتا رہا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے مارنے کا مجھے ذرہ بھی احساس نہیں ہو تا تھا۔

گنی بساؤ میں ہی ایک شخص کبیر وجاسی جماعت کے سخت مخالفین میں سے ہے اور کسی موقع پر بھی اس نے جماعت کی مخالفت اور بدزبانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اپنے آپ کو اسلام کا لیڈر کہتا ہے۔ امسال رمضان المبارک میں اُس سے ایک ایسی غلطی سرزد ہوئی کہ پولیس نے پکڑ کر اس کی خوب بے عزتی کی اور اس کا سر مونڈھ دیا اور اسے جیل میں بند کر دیا۔ اب یہ سارے علاقے کے لئے عبرت کا نشان بنا ہوا ہے۔

امریکہ

ظفر احمد سرور صاحب مبلغ ہیوسٹن امریکہ لکھتے ہیں:-

ایک دوست عزیزالرحمان مغل صاحب فون کر کے مسجد آئے اور بتایا کہ وہ گزشتہ ایک سال سے میرے پروگرام ایم۔ٹی۔اے پر دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ یہ پروگرام اور بہت سے لوگ بھی دیکھتے ہیں، وہ بھی انشاءاللہ اپنے وقت پر ضرور آئیں گے۔ کہتے ہیں کہ میں نام کا مسلمان رہ گیا تھا۔ ان پروگراموں نے تو میری کایا ہی پلٹ دی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی شروع کر دیا ہے اور بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکا ہوں۔

جرمنی

بشیر احمد خالد صاحب جرمنی سے لکھتے ہیں:-

خاکسار بس کے ذریعہ مسجد نور فرینکفرٹ آرہا تھا کہ راستہ میں سعودی عرب کی ایک فیملی بس میں سوار ہوئی۔ میں نے جلدی سے اپنی سیٹ ان کے لئے خالی کر دی اور اس نوجوان کی بیوی اور بچے سیٹ پر بیٹھ گئے۔ دوران گفتگو میں نے کہا کہ آپ ہماری مسجد تشریف لائیں تو وہ پوچھنے لگا کہ یہ کونسے فرقہ کی مسجد ہے۔ میں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی ہے تو فوراً کہنے لگا وہ جن کا لندن سے عربی پروگرام لقاء مع العرب آتا ہے، وہ تو ہم بڑی باقاعدگی سے اور بڑے شوق سے سنتے ہیں۔ بہت اچھا پروگرام ہے۔

حضور نے فرمایا اس سے پتہ چل رہا ہے کہ اندر اندر خفیہ خفیہ یہ پروگرام شہرت پکڑ رہے ہیں اور کثرت سے سعودی عرب میں بھی دیکھے جا رہے ہیں اور سعودی عرب کے لوگوں کو دوسرے ملکوں میں بھی یہ پروگرام دیکھنے کی توفیق مل رہی ہے۔

فرانس:

جماعت احمدیہ فرانس نے امسال ستر (۷۰) کے قریب تبلیغی نشستوں کا انعقاد کیا ہے اور بعض دفعہ یہ نشستیں ساری ساری رات جاری رہیں اور فجر کی نماز کے بعد دوسری تبلیغی ٹیم نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اس طرح بعض دفعہ لگاتار ۳۶ گھنٹے تک بھی تبلیغی نشستیں جاری رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی محنت اور قربانی کو قبول فرمایا اور ان کی کوششوں کو توقعات سے بہت بڑھ کر پھل عطا فرمائے۔ امسال خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ فرانس کو نواسی (۸۹) بیعتیں حاصل کرنے کی توفیق عطا ہو چکی ہے۔ گزشتہ دس سال میں بھی یہ تعداد نواسی تک نہیں پہنچ سکی تھی۔ لوگ کہتے تھے یہ زمین ہی بنجر ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بنجر زمین کو بھی پھل لگنے شروع ہو گئے ہیں۔

امیر صاحب فرانس بیان کرتے ہیں:-

فرانس کے شہر Metz میں ایم ٹی اے کی برکت سے دو عرب خاندان احمدی ہوئے۔ جب ہم اس شہر میں پہلے جماعتی دورہ پر گئے تو محمد قادری صاحب کے گھر بھی پہنچے۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ انہوں نے اپنے گھر کے ہر دروازے کے اندر اور باہر کی طرف حضرت مسیح موعودؑ اور موجودہ خلیفہ کی تصاویر آویزاں کی ہوئی تھیں۔ یہ صاحب اخلاص میں بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تازندگی ثباتِ قدم عطا فرمائے۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں:-

عید کے موقعہ پر احباب جماعت کو یہ نصیحت کی گئی تھی کہ تعمیر مسجد کے لئے دل کھول کر عطیات دیں کیونکہ مرکز کا ارشاد ہے کہ فرانس میں جلد سے جلد مسجد تعمیر کی جائے۔ امیر صاحب کہتے ہیں کہ اس نصیحت کے بعد ایک بچہ جس کی عمر نو سال تھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے نو فرانک عیدی ملی ہے میں وہ آپ کو مسجد فنڈ کے لئے دینے آیا ہوں۔

نائیجیریا:

علی جمعہ گیوا صاحب مبلغ بیفن سرکٹ نائیجیریا لکھتے ہیں کہ ایلٹا کو کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے گئے۔ ارد گرد کے دوسرے علاقوں میں بارشیں ہو رہی تھیں لیکن یہ علاقہ بالکل خشک تھا۔ وہاں کے مسلمانوں نے بھی بارش کے لئے اجتماعی دعا کی تھی اور عیسائیوں نے بھی۔ جب جماعت احمدیہ کا وفد تبلیغ کے لئے وہاں پہنچا تو گاؤں والوں نے یہی شرط رکھی کہ ہم آپ کی بات پھر سنیں گے جب آپ لوگ بارش کے لئے دعا کریں اور بارش ہو جائے۔ علی جمعہ گیوا صاحب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اس وقت دوپہر دو بجے کا وقت تھا۔ عصر کے وقت اچانک بادل آئے اور بڑی تیز بارش شروع ہوئی اور پھر ساری رات بارش ہوتی رہی۔ یہ نشان دیکھ کر بغیر کسی اور تبلیغی پروگرام کے اس علاقہ کے کثیر لوگ احمدیت میں شامل ہو گئے اور بیعتوں کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

اجیبواوڈے کے مسلمان لیڈروں نے مل کر لوگوں کے ویلفیئر کے لئے کمیٹی بنائی جس میں جماعت احمدیہ کو بھی شامل کیا گیا۔ جب سیکرٹری مال یا خزانہ کا نام آیا تو سب نے جماعت احمدیہ سے درخواست کی کہ اس اہم کام کے لئے آپ اپنا نمائندہ دیں۔ حضور نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ ساری دنیا میں جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی خاطر چندوں کی حفاظت کرتی ہے اور دشمن بھی یہ جانتے ہیں کہ یہ بددیانت جماعت نہیں۔

پاکستان کے کچھ متفرق واقعات

حضور نے فرمایا کہ پاکستان کے کچھ متفرق واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہ واقعات بھی بڑی کثرت سے رونما ہو رہے ہیں مگر صرف نمونے کے طور پر چند بیان کر رہا ہوں اور ان کی تفصیل اس لئے بیان نہیں کر رہا کہ مولویوں کو یہ حرص نہ ہو کہ ہم دوڑ کر ان کے پیچھے لگیں اور ان کو نقصان پہنچائیں۔ مگر بعض باتیں تو بہرحال بیان کرنا پڑیں گی اور اللہ کی حفاظت میں یہ لوگ رہیں گے اور ہیں انشاءاللہ تعالیٰ۔

رؤیا کے ذریعہ ایک خاندان کا قبول احمدیت

ضلع نارووال کے ایک گاؤں میں ایک بچی نے رؤیا میں دیکھا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے گاؤں کا نام جان کر چھوڑ دیا ہے، اب نارووال میں ڈھونڈتے پھریں۔ اس نے دیکھا کہ ایک بزرگ جو سفید لباس اور سفید پگڑی میں ملبوس ہیں خواب میں آئے اور مجھے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ ہم قصاب ہیں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ آپ مذہباً کون ہیں۔ میں نے کہا مسلمان۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ احمدی مسلمان ہو جائیں اور لا الہ الاّ أنت سبحانك انی كنتُ من الظالمین پڑھا کریں، آپ کے گھر کے دوسرے افراد بھی احمدی ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ بچی بیدار ہو گئی۔

خواب کے آٹھ دن بعد جب احمدی داعی الی اللہ اس گاؤں پہنچے تو اس بچی سے رابطہ ہوا اور اس نے اپنی رؤیا سنائی۔ داعی الی اللہ نے اس کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور خلفاء کی تصاویر دکھائیں تو اس نے اس عاجز کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہی وہ شخص تھا جو خواب میں آیا تھا اور روتے روتے اسی وقت بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئیں اور جیسا کہ رؤیا میں بتایا گیا تھا اس کی والدہ بہنوں وغیرہ نے جب اس کی حالت دیکھی تو متاثر ہوئیں اور پھر ان سب نے بھی بیعت کر لی اور خواب من وعن پوری ہوئی۔

مکرم حیات علی شاہین صاحب شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین بیان کرتے ہیں:-

"تقریباً ڈیڑھ سال قبل میری ایک غیر احمدی بھانجی اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی تھی۔ اس کے والدین نے مختلف پیروں فقیروں سے زرکثیر خرچ کر کے تعویذ وغیرہ سے علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا بلکہ حالت بگڑتی گئی۔ خاکسار کے قبول احمدیت کے بعد اپنے سب رشتہ داروں سے تعلقات منقطع ہو گئے تھے اور دو سال کے بعد جب خاکسار کو اپنی مریضہ بھانجی کے بارہ میں علم ہوا تو اُسے اپنے پاس لے آیا۔ خاکسار نے مارچ ۱۹۹۸ء میں اپنی بھانجی کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست کا خط لکھا جس کے چند دن بعد معجزانہ طور پر اس کی صحت بغیر کسی علاج کے بحال ہونا شروع ہو گئی اور کچھ ہی دنوں میں مکمل صحت یاب ہو کر اب اپنے سسرال واپس جا چکی ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

محبوب احمد راجیکی صاحب ضلع منڈی بہاؤالدین کے ایک گاؤں سے تحریر کرتے ہیں:-

۱۹۸۱ء میں جس مسجد کا افتتاح تھا اس کی توسیع کے لئے سامنے والا پلاٹ ایک لاکھ تیس ہزار میں خریدا گیا۔ ایک لاکھ دے دیا گیا۔ باقی کے لئے ایک ماہ کا وقت مانگا گیا۔ بیس دن بعد مالکان نے یاد دہانی کروائی تو خاکسار کے منہ سے نکلا فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے گا، کوئی اُدھار ہی دیدے گا۔ ایک دوست نے گلی سے گزرتے ہوئے یہ بات سُن لی۔ اُسی وقت اپنے گھر سے پچیس ہزار روپے لا کر مجھے دے دیئے۔ خاکسار نے پانچ ہزار روپے واپس کر دیئے کہ یہ زائد ہیں۔ صرف بیس ہزار کی ضرورت تھی۔

اس کے بعد ایک ہندو گاؤں میں آیا۔ تصاویر وغیرہ لیں اور جماعت کے صدر کا نام پوچھا۔ میرا نام پتہ لگنے پر مجھے بلوایا اور بتایا کہ آپ کے والد صاحب میرے استاد تھے۔ میں آپ کی مسجد میں کچھ خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ میری جیب میں کچھ رقم ڈال دی۔ گھر آ کر رقم گنی تو بیس ہزار روپے تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اس شان سے اللہ تعالیٰ یہ رؤیا پوری فرماتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔

ضلع محراب پور سندھ سے بہت سے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ وہاں کے ایک نو مبائع کی بیگم صاحبہ لکھتی ہیں:-

"پچھلے مہینہ میں سخت بیمار ہو گئی۔ پیٹ میں بچہ تھا جو مر گیا۔ شہر دُور ہونے اور سواری نہ ملنے کی وجہ سے کہیں بھی نہ جا سکے۔ اسی حالت میں دو تین دن گزر گئے اور سب مایوس ہو گئے کہ اب آخری وقت ہے۔ گاؤں کی آس پاس کی عورتیں اکٹھی ہو کر رونے لگیں کہ نزع کی حالت ہے۔ بچنے کی کوئی امید نہیں۔

شام کے وقت مجھے تھوڑی سی ہوش آئی تو میں نے لندن والے باباجی کو یاد کیا۔ (حضور انور نے فرمایا کہ وہ مجھے پیار سے باباجی کہتی ہیں۔ حضور نے فرمایا ہوں بابا ہی مگر جی نہیں، صرف بابا کہہ دیا کرو) اور کہا کہ خدا تعالیٰ تجھے لندن والے باباجی کا واسطہ مجھے بچالے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ مُردہ بچہ بغیر کسی علاج کے نکل آیا اور بیماری کا کوئی بداثر بھی باقی نہیں رہا۔

فیصل آباد سے ایک نو احمدی کا خط

احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے والدین نے گھر سے نکال دیا اور جائیداد منقولہ وغیر منقولہ سے بھی عاق کر دیا۔ مجھے اس بات کی ذرّہ بھر بھی پرواہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا۔ والدین، رشتہ داروں اور محلہ والوں نے تکلیفیں دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن اللہ تعالیٰ نے ثباتِ قدم عطا فرمایا اور ان کی دھمکیاں میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ جب میں نے والدین کا گھر چھوڑا تو محلے والوں نے میرے والدین کو طعنے دینے شروع کر دیئے۔ ایک دن والدہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ تم ہمیں لوگوں کے طعنوں کے لئے چھوڑ گئے ہو۔ اس سے بہتر تو یہ تھا کہ لوگ تمہارے گھر کو آگ لگا دیتے۔ والدہ سے جب یہ بات سنی تو بہت دکھ ہوا۔ میں نے کہا جو لوگ جان بوجھ کر میرا گھر صرف احمدیت کی وجہ سے جلانا چاہتے تھے یا جو آپ کو طعنے دیتے ہیں۔ آپ ان کا انجام دیکھ لینا۔ اگر تو میں نے غلط راستہ اختیار کیا ہے تو خدا تعالیٰ مجھے ایسی سزا دے کہ آئندہ کوئی اس جماعت میں داخل ہونے کا سوچ بھی نہ سکے اور اگر یہ سچ ہے تو خدا تعالیٰ مخالفوں کو اپنی سچائی کا نشان ضرور دکھائے گا۔ ابھی میں والدہ کے ساتھ یہ بات کر ہی رہا تھا کہ عین اُسی وقت سب سے بڑے مخالف کے گھر سے آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ دس منٹ میں سارا گھر جل کر راکھ ہو گیا۔ یہی شخص محلے میں سب سے بڑا مخالف تھا اور میرے گھر کو جلانے کے منصوبے بنایا کرتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے بیوی بچوں کو اس کے شرّ سے بچالیا۔

حضور نے فرمایا "آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے"۔ یہ الہام بارہا پورا ہو چکا ہے اور ایک بار پھر بڑی شان سے پورا ہوا۔

نئی جماعتوں، مساجد اور تبلیغی مراکز کا مجموعی جائزہ

مختلف ممالک کے ذکر میں جماعتوں، مساجد اور تبلیغی مراکز کی تعداد کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان سب کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے

☆......۳۳۶۱ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ ان میں سے ۱۴۲۶ مقامات پر باقاعدہ نظام جماعت مستحکم ہو چکا ہے۔

☆......مساجد میں ۱۵۲۴ کا اضافہ ہے جن میں سے ۲۲۳ مساجد نئی تعمیر ہوئی ہیں اور ۱۳۰۱ مساجد اپنے اماموں کے ساتھ بنی بنائی عطا ہوئی ہیں۔

☆......ہجرت کے پندرہ سالوں میں اب تک کُل ۶۲۳۶۷ مساجد کا اضافہ ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔

☆......تبلیغی مراکز میں ۵۶ کا اضافہ ہوا ہے۔ اب تک گزشتہ سالوں کو شامل کر کے ۸۴ ممالک میں تبلیغی مراکز کی کُل تعداد ۸۰۷ ہو چکی ہے۔

مرکزی مبلغین اور لوکل معلّمین

حضور نے فرمایا مرکزی مبلغین اور لوکل معلّمین بھی بڑی تندہی سے کام کر رہے ہیں ان میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔

☆......پاکستان کے علاوہ ۶۷ ممالک میں ۱۱۹۷ مرکزی مبلغین اور معلّمین کام کر رہے ہیں۔ ۸۴ء میں عارضی ہجرت کے وقت یہ تعداد صرف ۳۶۶ تھی۔

☆......اس تعداد میں ایسے معلّمین کا ذکر نہیں جو اس وقت ہزارہا کی تعداد میں وقتی طور پر تیار کئے جا رہے ہیں اور لمبے انتظار کی بجائے تین چار مہینے کی تربیت سے ہی میدانِ تبلیغ میں جھونک دئے جاتے ہیں۔

تحریک وقف نو

کُل تعداد اب تک ۱۹۱۴۳ ہو چکی ہے۔ لڑکوں کی تعداد ۱۳۲۸۷ ہے اور لڑکیوں کی ۵۸۵۶ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اب اس میں کونسا اتفاق کام کر رہا ہے جبکہ ہدایت تو یہ دی جاتی ہے کہ بچہ پیدا ہونے سے پہلے، معلوم ہونے سے پہلے کہ پیٹ میں کیا ہے خدا کے حضور وقف کر دو کہ جو کچھ بھی ہے خدا کا ہے اور بھاری تعداد میں لوگ یہی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نسبت یہ ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں میں ۲ء۴۰ کا تناسب ہے۔

جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کی مالی قربانی

حضور نے فرمایا کہ جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے بیعتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ کروڑ سے اوپر تعداد تجاوز کر چکی ہے۔ وہاں مالی لحاظ سے بھی حیرت انگیز اضافہ ہو رہا ہے۔

اس وقت تک دو کروڑ پچیس لاکھ بہتّر ہزار پاؤنڈ لازمی چندہ جات اور خصوصی تحریکات کا مجموعہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے علاوہ جتنے خرچے میں خدمت خلق وغیرہ کے ذکر میں کر چکا ہوں وہ سارے اس کے علاوہ ہیں۔ اگر ان عارضی چندوں کو بھی شامل کر لیں تو بلاشبہ دو کروڑ کی بجائے یہ تعداد تین کروڑ سے تجاوز کر جائے گی۔

دعوت الی اللہ کے ثمرات — بیعتیں

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک بیعتوں کی تعداد ایک کروڑ آٹھ لاکھ بیس ہزار ہو چکی ہے۔ اور انشاء اللہ ہم کل اللہ کے حضور سجدہ شکر بجالائیں گے۔ ویسے تو روحیں ہر وقت سجدہ ریز ہیں مگر یہاں عالمی بیعت کا نظارہ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

ایک سو چار ممالک سے دو سو اکتیس قومیں احمدیت میں داخل ہوئی ہیں۔ کل صبح عالمی بیعت میں ان کی نمائندگی ہوگی اور مختلف زبانوں میں ساتھ ساتھ ترجمہ ہوگا۔

دنیا بھر کی جماعتیں بڑی تعداد میں ڈش انٹینا کے ذریعہ اس عالمی بیعت میں شامل ہو سکیں گی۔

فرنچ سپیکنگ ممالک کی بیعتیں

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ فرنچ سپیکنگ ممالک کے متعلق میں پہلے جن رؤیا کا ذکر کر چکا ہوں ان کو دہراتا نہیں مگر آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ کچھ سال پہلے میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں تنہا کشتی کھے رہا ہوں اور دریا بڑی تیزی سے سمندر میں داخل ہو رہا ہے اور میری کشتی جو میں ہاتھ سے کھے رہا ہوں مڑ کر ایک ایسی کشتی کی طرف چلی جاتی ہے جو سمندر میں پہلے سے کھڑی ہے اور میرا انتظار کر رہی ہے اور اس کشتی میں ایک بات کرنے والی ہے جو فرانسیسی میں بات کرتی ہے۔ اس رؤیا کی تعبیر مجھے یہ سمجھ آئی تھی کہ لازماً اب فرانسیسی قوموں کا رُخ اللہ تعالیٰ جماعت کی طرف پھیر دے گا اور اب یہ دریا نہیں بلکہ سمندر بن جائے گا۔ تو اس پہلو سے خدا تعالیٰ کے شکرانے کے طور پر میں آپ کے سامنے یہ بات رکھ رہا ہوں۔

۱۹۹۴ء سے لے کر اب تک ان فرانسیسی بولنے والے ممالک میں ایک کروڑ، گیارہ لاکھ نو ہزار تین سو چھ بیعتیں ہوئی ہیں اور امسال بھی جو غیر معمولی بیعتیں ہوئی ہیں ان میں فرانسیسی بیعتوں کا حصہ زیادہ ہے اور انگریزی ممالک کا نسبتاً کم ہے۔

حضور نے فرمایا آخر پر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں دیکھتا ہوں کہ میرا مولیٰ میرے ساتھ ہے۔ ایک وقت تھا کہ ان راہوں میں مَیں اکیلا پھرا کرتا تھا"

(حضور ایدہ اللہ کی آواز اس موقعہ پر جذبات سے گلوگیر ہو گئی اور فرمایا) کیسا دردناک فقرہ ہے جس سے میری روح اندر تک پگھل جاتی ہے۔

"ایک وقت تھا کہ ان راہوں میں مَیں اکیلا پھرا کرتا تھا۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ تُو اکیلا نہ رہے گا بلکہ تیرے ساتھ فوج در فوج لوگ ہوں گے اور یہ بھی کہا کہ تُو ان باتوں کو لکھ لے اور شائع کر دے کہ آج تیری یہ حالت ہے پھر نہ رہے گی۔ میں سب مقابلہ کرنے والوں کو پست کر کے ایک جماعت کو تیرے ساتھ کر دوں گا..... ہندو مسلمان اور عیسائی سب گواہی دیں گے کہ یہ اس وقت بتایا گیا تھا جب مَیں اَحَدٌ مِنَ النَّاس تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ تیری مخالفت ہوگی مگر میں تجھے بڑھاؤں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اب ایک آدمی سے پونے دو لاکھ تک تو نوبت پہنچ گئی۔ دوسرے وعدے بھی ضرور پورے ہوں گے"۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۹۸)

جنہیں آج ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

آج خدا کے فضل سے ایک ہی سال میں دنیا کے شمال و جنوب، مختلف قوموں اور مختلف زبانوں میں ایک کروڑ آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اے مسیح الزماں تُو سچا ہے اور اللہ تیرے ساتھ ہے اور تیرے ساتھ رہے گا یہاں تک کہ تُو روئے زمین پر محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کو غالب کر دے۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا اور اس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور اس صدی کے آخر پر خدا کی تقدیر کیا دکھائے گی وہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن جو بھی دکھائے گی وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں دکھائے گی، اتنا

(باقی صفحہ ۴۴ پر)

عورتوں سے حسن سلوک کرو

وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے پر کھڑا ہوتا ہے

خواتین کی عزت و تکریم کے متعلق شاندار دینی تعلیم

روزنامہ الفضل ربوہ ﴿ .... 4 .... یکم اکتوبر 1999ء

بہترین نعمت

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا میں نیک عورت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

(ابن ماجہ ابواب النکاح باب افضل النساء)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے خُلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرتا ہے۔

(ترمذی کتاب النکاح باب حق المرأۃ علی زوجھا)

مراد یہ ہے کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اچھے سلوک کا معیار تمہارا کوئی خود تراشیدہ قانون نہ ہوگا بلکہ اس معاملہ میں میرے نمونہ کو دیکھا جائے گا کیونکہ خدا کی دی ہوئی توفیق سے میں اپنے اہل کے ساتھ سلوک کرنے میں تم میں سے بہتر ہوں۔

بیوی کا حق

حضرت معاویہ بن حیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ بیوی کا حق خاوند پر کیا ہے آپؐ نے فرمایا جو تو کھاتا ہے اس کو بھی کھلا جو تو پہنتا ہے اس کو پہنا اس کے چہرے پر نہ مار۔ اور نہ اس کو بدصورت بنا (اس کی کسی غلطی کی وجہ سے سبق سکھانے کے لئے) اگر تجھے اس سے الگ رہنا پڑے تو گھر میں ہی ایسا کر یعنی گھر سے اسے نہ نکال۔

(ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ زوجھا)

نرمی کا سلوک کرو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا عورتوں کی بھلائی اور خیرخواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے یعنی اس میں پسلی کی طرح طبعی ٹیڑھاپن ہے۔ پسلی کے اوپر کے حصہ میں زیادہ کجی ہوتی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے اگر تم اسے اس کے حال پر ہی رہنے دو گے تو اس کا جو فائدہ ہے وہ تمہیں حاصل ہوتا رہے گا پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو اور اس بارہ میں میری نصیحت مانو۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب خلق آدم)

اچھی باتیں

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہئے اگر اس کی ایک بات اس کو پسند نہیں ہے تو دوسری پسندیدہ ہو سکتی ہے یعنی اگر اس کی کچھ باتیں ناپسندیدہ ہیں تو کچھ اچھی بھی ہوں گی ہمیشہ اچھی باتوں پر نظر رکھنی چاہئے۔

(مسلم کتاب النکاح باب الوصیۃ بالنساء)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تم دیکھو اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک ہی کرو ہم اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دیں گے ہو سکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بری معلوم ہوتی ہو۔

دل دکھانا بڑا گناہ ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"دل دکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں اور جب والدین ان کو اپنے سے جدا کر کے دوسرے کے حوالہ کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں ان کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عاشروھن بالمعروف کے حکم سے کر سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد 7)

ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے

فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئے اور فرمایا ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے اس کا شکریہ یہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔ میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور باایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت لفظ منہ سے نہیں نکالا اس کے بعد بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔

(ملفوظات جلد 2 ص 2،1)

بزدل مرد

میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے پر کھڑا ہوتا ہے آنحضرتؐ کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپؐ کس قدر خلیق تھے۔ (ملفوظات جلد 4)

حلم اور برداشت کی تاکید

مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسام ازلی نے دے رکھی ہے اور ذرا ذرا سی باتوں میں تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں مگر اللہ اور اس کے رسول نے عورت کے ساتھ نہایت حلم اور

برداشت کی تاکید کی ہے.... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عاشروھن بالمعروف یعنی اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو جس میں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو بلکہ ان کو اس مسافر خانہ میں اپنا دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جس کو خدا نے اس کے حوالہ کر دیا اور دیکھتا ہے کہ ہریک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہئے اور ہر ایک وقت دل میں خیال کرنا چاہئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جس کو خدا نے میرے سپرد کیا ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر مہمان داری بجالاتا ہوں اور میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ خدا کی بندی ہے مجھے اس پر کون سی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہئے اور ان کو دین سکھلانا چاہئے۔ درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے۔ میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرہ درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو صدہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے۔ شاید معصیت ہو گی کہ مجھ سے ایسا ہوا تب میں ان کو کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دعا کرو کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالیٰ ہے تو مجھے معاف فرمادیں اور میں ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

(الحکم 17۔اپریل 1905ء)

سچے دوستوں جیسا سلوک

"چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اور اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا سے صلح ہو۔ رسول ؐ نے فرمایا۔ تم میں اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہو بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرے نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وعاشروھن بالمعروف ہاں اگر بے جا کام کرے تو تنبیہہ ضروری چیز ہے انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دلوں میں یہ بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

(الحکم 24دسمبر1900)

معاہدہ پورا کرو

حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی نے اپنی اہلیہ کے ساتھ کچھ سختی کا سلوک کیا اس پر حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا۔

"یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے (احمدیوں) کے لیڈر عبدالکریم سے کہو نرمی کرو نرمی کرو تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے" حضور اس الہام کے متعلق فرماتے ہیں۔

اس الہام میں تمام جماعت کے متعلق تعلیم ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم معاہدہ ہے پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغا نہ کرو۔ روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو ان کے لئے دعا کرتے رہو نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو گندے برتن کی طرح مت توڑو۔

(اربعین نمبر3ص38)

قطع تعلق کرنے والا

جو شخص اس قدر جلدی قطع تعلق کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو ہم کیسے امید رکھ سکتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اس کا تعلق پکا ہے۔

(ملفوظات جلد3ص345)

میری جماعت میں سے نہیں

"جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا جو بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"

(کشتی نوح)

خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی

اس حدیث کی تشریح میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کوئی شریف بیوی کسی نیک مسلمان کے گھر میں دکھ کی زندگی میں مبتلا نہیں ہو سکتی اور حق یہ ہے کہ اگر عورت کو خاوند کی طرف سے سکھ ہو تو وہ دنیا کی ہر دوسری تکلیف کو خوشی سے برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے اور اس سکھ کے مقابلہ میں کسی شریف عورت کے نزدیک دنیا کی کوئی اور نعمت کچھ حقیقت نہیں رکھتی لیکن اگر ایک عورت کے ساتھ اس کے خاوند کا سلوک اچھا نہیں تو خاوند کی دولت بھی اس کے لئے لعنت ہے خاوند کی عزت بھی اس کے لئے لعنت ہے خاوند کی صحت بھی اس کے لئے لعنت ہے کیونکہ ان چیزوں کی قدر صرف خاوند کی محبت اور گھر کی سکینت کے میدان میں ہی پیدا ہوتی ہے پس اس میں ذرہ بھر بھی شک کی گنجائش نہیں کہ آنحضرت ؐ کا یہ مبارک ارشاد گھروں کی چار دیواری کو جنت بنا سکتا ہے۔

(چالیس جواہر پارے صفحہ نمبر79)

مضمون کا اختتام میں آنحضرت ؐ کی اس حدیث مبارکہ پر کرتی ہوں جو حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے جو آنحضرت ؐ کے آزاد کردہ غلام تھے کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا بہترین پیسہ جو انسان خرچ کرتا ہے وہ ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے یا اللہ کی راہ میں پالے جانے والے جانور کو کھلانے پلانے پر خرچ کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میں اس کے شریک کار ہیں ان پر خرچ کرتا ہے۔

خدا کرے کہ ہم ان ساری تعلیمات پر پوری طرح عمل کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین۔

ہمیشہ سلسلہ کے کاموں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو

سیدنا حضرت مصلح موعود، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ایک نہایت اہم اور ولولہ انگیز ارشاد

''تم جو چاہو کر لو لیکن یاد رکھو وہ دن آنے والا ہے جب احمدیت کے کاموں میں حصہ لینے والے بڑی بڑی عزتیں پائیں گے لیکن ان لوگوں کی اولادوں کو جو اس وقت جماعتی کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے دھتکار دیا جائے گا۔ جب انگلستان اور امریکہ ایسی بڑی بڑی حکومتیں مشورہ کے لئے اپنے نمائندے بھیجیں گی اور وہ اسے اپنے لئے موجب عزت خیال کریں گے اس وقت ان لوگوں کی اولاد کہے گی کہ ہمیں بھی مشورہ میں شریک کرو۔ لیکن کہنے والا انہیں کہے گا کہ جاؤ تمہارے باپ دادوں نے اس مشورہ کو اپنے وقت میں ردّ کر دیا تھا اور جماعتی کاموں کی انہوں نے پرواہ نہیں کی تھی اس لئے تمہیں بھی اس مشورہ میں شریک نہیں کیا جا سکتا۔

پس اس غفلت کو دور کرو اور اپنے اندر یہ احساس پیدا کرو کہ جو شخص سلسلہ کی کسی میٹنگ میں شامل ہوتا ہے اس پر اس قدر انعام ہوتا ہے کہ امریکہ کی کونسل کی ممبری بھی اس کے سامنے ہیچ ہے اور اسے سو حرج کر کے بھی اس میٹنگ میں شامل ہونا چاہئے۔ اگر وہ اس میٹنگ میں شامل نہیں ہوتا تو اس کی غیر حاضری کی وجہ سے سلسلہ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن وہ خود الٰہی انعامات سے محروم ہو جائے گا۔

جب شوریٰ نہیں تھی تب بھی کام چلتا تھا اور اب شوریٰ بلائی جاتی ہے تب بھی کام چل رہا ہے۔ پس تم حصہ لو یا نہ لو سلسلہ کا کام تو چلتا رہے گا۔ ہاں اگر تم اس وقت جماعتی کاموں میں حصہ نہیں لیتے اور انہیں اپنے لئے موجب عزت خیال نہیں کرتے تو تمہاری اولادیں آئندہ انعامات سے محروم ہو جائیں گی۔ لوگ اپنی زندگیوں میں اپنی اولادوں کے لئے ہزاروں ہزار روپیہ کی جائیدادیں بنا جاتے ہیں تا ان کے کام آئیں تم بھی اگر سلسلہ کے کاموں میں حصہ لیتے رہے تو تمہارا ایسا کرنا تمہاری اولاد کے لئے ایک بھاری جائیداد ثابت ہوگا۔

یاد رکھو اگر تم میں سے کسی کو سلسلہ کے کسی کام کے لئے مقرر کیا جائے تو اس کا اس سے بھاگنا سخت غلطی ہے۔ تم سلسلہ کے کام کی سرانجام دہی میں ہرگز کوتاہی نہ کرو بلکہ اسے اپنی عزت کا موجب سمجھو۔ اگر تم سلسلہ کے کاموں کو عزت والا قرار دو گے تو خدا تعالیٰ بھی تمہیں عزت والا بنا دے گا۔ گو اس وقت جماعت کے پاس دولت نہیں، اسے دنیا میں کوئی اہمیت حاصل نہیں لیکن تھوڑے عرصہ میں ہی احمدیت دنیا پر غالب آنے والی ہے اور اس کے آثار خدا تعالیٰ کے فضل سے نظر آ رہے ہیں۔ بڑے بڑے لوگوں کی توجہ احمدیت کی طرف ہو رہی ہے۔ یہ بڑے بڑے لوگ جس علاقہ سے بھی آئیں گے وہ احمدیت کو زیادہ معزز سمجھیں گے اور احمدیت کی وجہ سے انہیں اور عزت حاصل ہو گی لیکن جو لوگ سلسلہ کے کاموں مین شریک ہونے کو ذلت اور وقت کا ضیاع سمجھیں گے ان کے علاقہ میں عزت دیر سے آئے گی اور اگر وہ عزت آ گئی تو جن لوگوں نے اپنے وقت میں سلسلہ کی خدمت میں کوتاہی کی ہو گی ان کی اولادیں اس عزت سے محروم ہو جائیں گی۔ پس آئندہ کے لئے احتیاط کرو اور ہمیشہ سلسلہ کے کاموں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔ تم میں سے کسی کو سلسلہ کے کسی کام پر مقرر کیا جائے تو وہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ نے اسے بہت بڑے خطاب سے نوازا ہے۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء صفحہ ۲۴، ۲۵)

کروڑ کے بعد دو کروڑ کو نہ بھولیں

یہ منصوبہ خوش فہمی پر نہیں قرآنی تعلیمات پر مبنی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا پر مسرت پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ انگلستان 1998ء کے بعد 7-اگست 98ء کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو سرح کتاب رکھنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا-

اب جبکہ ہم ہزاروں سے لاکھوں اور لاکھوں سے کروڑوں میں داخل ہو رہے ہیں تو یاد رکھیں کہ پچاس لاکھ پر ہمارا قدم رکنا نہیں ہے۔ میں امید رکھتا ہوں اور پوری طرح ابھی سے میں اس بارہ میں منصوبے بنا کر جماعت کے سربراہوں سے جو مختلف ملکوں سے آئے ہیں گفتگو کر چکا ہوں۔ ہرگز بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اگلی دفعہ ایک کروڑ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جب ہم ایک کروڑ ہو جائیں گے' جیسا کہ مجھے بھاری امید ہے ہم کوشش ضرور کریں گے انشاء اللہ' تو اس صورت میں اگلے سال کے دو کروڑ نہ بھولیں۔ اس طرح اگر یہ سلسلہ بڑھے تو چند سالوں میں تمام دنیا آنحضرت ﷺ کے قدموں کے نیچے ہو گی۔ اور یہ منصوبہ وہ ہے کہ محض خوش فہمی پر مبنی نہیں ہے۔ یہ قرآنی تعلیمات پر مبنی ہے اور ان تعلیمات پر عمل درآمد کے نتیجے میں جب ہم حکمت سے منصوبہ بناتے ہیں اور صبر سے اس کی پیروی کرتے ہیں اور دعا سے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہیں تو یہ منصوبہ پھر اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں آ جاتا ہے اور اب تک کا میرا یہی تجربہ ہے اس نے کبھی بھی ہمیں مایوس نہیں کیا۔

تو اگرچہ آئندہ آنے والی امیدیں دنیا کی نظر میں شیخ چلی کی خوابیں ہوں گی مگر میری نظر میں تو نہیں۔ میں آپ کو یقین دلا رہا ہوں کہ شیخ چلی کی خوابیں اس کے معدے کی خرابی سے ہوا کرتی تھیں۔ میری جو خوابیں ہیں وہ قرآن پر مبنی ہیں' اللہ کے ارشادات پر مبنی ہیں۔ ان دونوں خوابوں کے درمیان (۔) مشرق و مغرب بلکہ اس سے بھی زیادہ بُعد ہے۔ پس پہلے تو ایمان اور یقین دلوں میں پیدا کریں۔ اگر آپ کو یقین ہی نہیں ہو گا کہ یہ باتیں ممکن ہیں تو یقین سے جو توکّل پیدا ہوتا ہے وہ بھی نہیں ہو گا۔ کامل یقین اور اس کے نتیجے میں توکّل۔ توکّل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ذمہ داری خود قبول فرما لیتا ہے۔ کہ میرے عاجز' بے کس

بندوں نے مجھ پر توکل کیا ہے تو میں ان کی توقعات پوری نہیں کروں گا!!؟

پس یہ ہے منصوبہ جو آئندہ سال کے لئے میں نے ذہن نشین کر کے جو ہمارے متعلقہ عہدیداران تھے ان پر مجالس کے دوران کھول دیا ہے لیکن یہ باتیں ہو سکتا ہے وہ بھول جائیں۔ اس لئے یہ خطبہ میں دے رہا ہوں تاکہ ساری جماعت کو پتہ چل جائے کہ میں نے کیا باتیں کی تھیں اور وہ ان لوگوں کو بھولنے نہ دیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں 'جیسا کہ مجھے امید ہے' انشاء اللہ تعالیٰ اس کی پیروی کروں گا لیکن جماعت کے اوپر ذمہ داری لگاتا ہوں کہ انہوں نے ان باتوں کو اپنے افسروں کو بھولنے نہیں دینا اور انہی باتوں کا تعلق پاکستان اور بنگلہ دیش سے بھی ہے۔

پاکستان میں حالات سنگین ہو رہے ہیں اور یہ خطرہ درپیش ہے کہ تیزی سے اور زیادہ سنگین ہو جائیں۔ لیکن ایک بات میں آپ کو یاد دلا دیتا ہوں کہ حالات سنگین ہو بھی جائیں تو نتیجتاً انشاء اللہ وہ جماعت کے حق میں ہوں گے۔ جو بھی نتیجہ اللہ کے علم میں ہے وہ نکلے گا مگر اس بارے میں مجھے ادنیٰ بھی شک نہیں کہ تبدیل ہوتے ہوئے حالات کا آخری نتیجہ جماعت احمدیہ کے حق میں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا آخری نتیجہ (مخالف) کے خلاف ہوگا اور میں بھاری امید رکھتا ہوں کہ (یہ) اپنی فتح کے تصور کے ساتھ اگلی صدی کا منہ نہیں دیکھے گا۔

(الفضل 12-اکتوبر 98ء)

نئی صدی کا آغاز

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

○ نئی صدی کے آغاز کے متعلق مغربی اقوام کی طرف سے 2000ء میں تقریبات وغیرہ منعقد کرنے کے اعلان ہو رہے ہیں جبکہ چین نے 2001ء سے نئی صدی شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"جماعت احمدیہ قدیم سے جو روایات چلی آ رہی ہیں انہی کے مطابق نئی صدی کا آغاز کرے گی۔ ہمیشہ جب ایک کا ہندسہ ہر سو کے بعد شروع ہوتا ہے تو تب نئی صدی شروع ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے چینیوں کا مسلک درست ہے اور ہم اسے قبول کرتے ہیں اور یہی دینی روایت بھی رہی ہے۔ اور جب سے تاریخ منضبط ہونے کی سنت جاری ہے اسی پر عمل ہو رہا ہے کہ صدی کی جو گنتی شماری ہوتی ہے اس کے ساتھ جب اگلی صدی کے ایک کا ہندسہ لگتا ہے تو وہ اس کا پہلا سال ہوتا ہے اس لئے 1999ء پر یہ صدی ختم نہیں ہوگی بلکہ 2000ء میں ختم ہوگی اور 2001ء سے نئی صدی شروع ہوگی۔"

احباب جماعت نوٹ فرمالیں کہ اگلی صدی کا آغاز 2001ء سے ہوگا۔

الفضل ربوہ 19 اکتوبر 1999